عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ | ۱۰ تا ۱۶/ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۷/ اگست تا ۲/ ستمبر ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۱۴

فقہ اور حاملین فقہ کی اہمیت

معاشرے کے قابلِ اصلاح پہلو

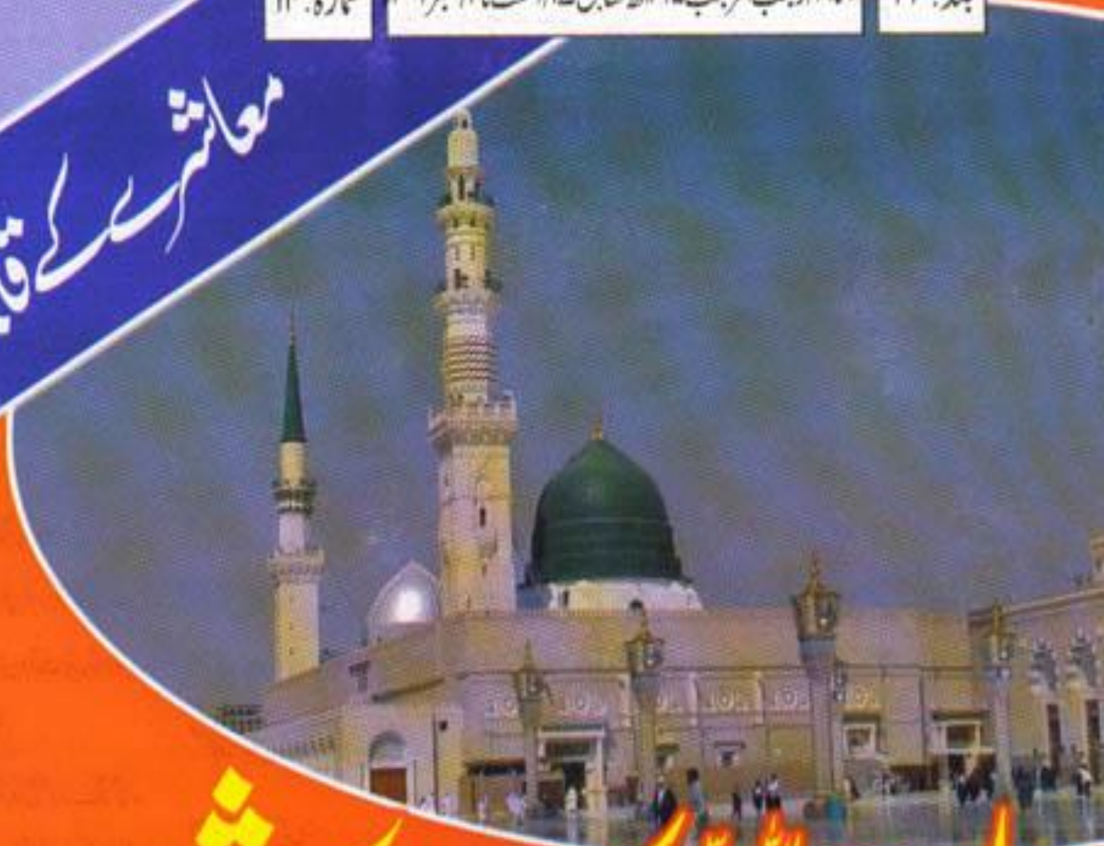

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے ثمرات

کفار کی مشابہت

مرزا قادیانی کی بدزبانی

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

امام کی اقتداء میں ثناء کب تک پڑھے؟

س:......سری نماز وجہری نماز میں مقتدی کو ثناء کیسے ادا کرنی چاہئے؟ یعنی سری نماز میں کب تک اور جہری نماز میں کب تک پڑھنی چاہئے؟

ج:......جب امام قرأت شروع کردے تو ثناء چھوڑ دینی چاہئے اور سری نماز میں جب تک یہ خیال ہو کہ امام نے قرأت شروع نہیں کی ہوگی ثناء پڑھ لے۔ اس کے بعد چھوڑ دے۔

مقتدی کی ثناء کے درمیان اگر امام سورۂ فاتحہ شروع کردے تو مقتدی خاموش ہوجائے:

س:......امام کے سورۂ فاتحہ شروع کرنے سے پہلے میں نے ثناء پڑھنی شروع کردی اور درمیان میں امام نے سورۂ فاتحہ شروع کردی۔ اس وقت بقیہ ثناء اور تعوذ وتسمیہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:......جب امام قرأت شروع کردے تو ثناء پڑھنا وہیں پر بند کردے۔ تعوذ وتسمیہ قرأت کے تابع ہیں، اس لئے ان کو امام اور منفرد پڑھے، مقتدی نہیں۔ مقتدی صرف ثناء پڑھ کر خاموش ہوجائے۔

نماز اشراق کا وقت کب شروع ہوتا ہے:

س:...... ہماری مسجد میں اکثر اشراق کی نماز کے وقت پر جھگڑا ہوتا ہے۔ بعض حضرات سورج نکلنے کے پانچ منٹ بعد نماز پڑھ لیتے ہیں جبکہ بعض اعتراض کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ پورا سورج پندرہ منٹ بعد نکلتا ہے، اس لئے پورے پندرہ منٹ بعد نماز کا وقت ہوتا ہے۔ آپ فرمائیں کہ اشراق کی نماز کا وقت سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے؟ اور کب تک رہتا ہے؟

ج:......سورج نکلنے کے بعد جب تک دھوپ زرد رہے نماز مکروہ ہے، اور دھوپ کی زردی کا وقت مختلف موسموں میں کم وبیش ہوسکتا ہے، عام موسموں میں پندرہ، بیس منٹ میں (زردی) ختم ہوتی ہے، اس لئے اتنا وقفہ ضروری ہے۔ جو لوگ پانچ منٹ بعد نماز شروع کردیتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ البتہ بعض موسموں میں دس منٹ بعد زردی ختم ہوجاتی ہے۔ پس اصل مدار زردی کے ختم ہونے پر ہے۔

مسجد میں موذن نہ ہو تب بھی اذان کا اہتمام کریں:

س:...... کیا مسجد میں نماز ظہر کے وقت اذان دینا ضروری ہے؟ یہاں کوئی مؤذن مقرر نہیں ہے جو کارکن پہلے آتا ہے اذان دے دیتا ہے اور بعض اوقات بھول جاتا ہے، اس طرح بغیر اذان کے نماز ہوجاتی ہے اور ہم بھروسے میں رہتے ہیں کہ اذان ہوگئی، کیا بغیر اذان کے ہماری باجماعت نماز ہوجاتی ہے؟

ج:...... اذان کے بغیر نماز ہوجاتی ہے مگر خلاف سنت ہوگی، اور ترک سنت کا وبال ہوگا۔ مسجد میں اذان کا اہتمام ضروری ہے، فقہا نے لکھا ہے کہ جو جماعت اذان کے بغیر ہو معتبر نہیں۔ بعد میں آنے والوں کو چاہئے کہ اذان کے ساتھ جماعت کرائیں۔

کیا اذان میں "مد" جائز ہے؟

س:...... مؤذن حضرات اذان کو اتنا لمبا کرکے پڑھتے ہیں کہ مد متصل سے بھی بڑھ جاتے ہیں کیا یہ اذان جائز ہے حالانکہ "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" پر کوئی مد نہیں ہے، یہ حضرات کیوں اتنا کھینچتے ہیں؟

ج:...... حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح پر وقف کی وجہ سے مد صحیح ہے، اذان کے کلمات کو اتنا کھینچنا جائز نہیں کہ حروف والفاظ میں خلل واقع ہوجائے۔

امام کے ساتھ ارکان کی ادائیگی:

س:...... جماعت کی نماز کے دوران امام جب رکوع وسجود کرتا ہے تو کیا اس کے ساتھ ساتھ رکوع وسجدہ میں جایا جائے یا بعد میں جایا جائے یعنی جب امام سجدہ میں چلا جائے تب مقتدی سجدہ کرے؟

ج:......مقتدی کا رکوع وسجدہ اور قومہ وجلسہ امام کے ساتھ ہی ہونا چاہئے بشرطیکہ مقتدی، امام کے رکن شروع کرنے کے بعد اس رکن کو شروع کرے، نیز یہ کہ امام سے آگے نکلنے کا اندیشہ نہ ہو، اگر امام کے اٹھنے بیٹھنے کی رفتار سست ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس امام کے ساتھ ہی انتقال شروع کیا تو امام سے آگے نکل جائے گا تو ایسی حالت میں تھوڑا سا توقف کرنا چاہئے۔

سرپرست اعلیٰ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

سرپرست

حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد: ۲۳ شمارہ: ۱۴ ۱۰تا۱۶/رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۷/اگست تا ۲/ستمبر ۲۰۰۴ء

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا بشیر احمد

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی

مولانا نذیر احمد تونسوی

مولانا منظور احمد الحسینی

مولانا سعید احمد جلال پوری

صاحبزادہ طارق محمود

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا

ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد

قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ

ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ		4
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے ثمرات	(مولانا شمس الحق)	6
فقہ اور حاملین فقہ کی اہمیت	(مولانا مرغوب احمد لاجپوری)	9
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	(مولانا نذیر احمد تونسوی)	12
کفار کی مشابہت	(مفتی حبیب الرحمن خیرآبادی)	18
معاشرے کے قابل اصلاح پہلو	(مولانا محمد رابع ندوی)	22
مرزا قادیانی کی بدزبانی	(طارق محمود صدیقی)	25
حضرت مولانا عبداللہ شہیدؒ	(مولانا عبدالقدوس محمدی)	26

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔

یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس: 35, Stockwell Green, London, SW9 9HZ U.K. Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ، ملتان — Hazori Bagh Road, Multan. Ph: 583486-514122 Fax: 542277

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust) Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi. Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوة

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی مدارس اور علمائے کرام پر حملوں کا تسلسل

پاکستان میں علمائے کرام اور دینی مدارس پر حملوں کے واقعات کا تسلسل جاری ہے۔ جامعہ بنوریہ سائٹ اور اس سے قبل جامعۃ الرشید کی وین پر بم دھماکے کے واقعات میں متعدد انسانی جانیں تلف ہوئیں۔ مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ کے قاتل بھی تاحال گرفتار نہیں ہوئے۔ یہ واقعات درحقیقت اسلام دشمن قوتوں کی منظم کارروائیوں کے نتائج ہیں جن کے پیچھے ایک سوچی سمجھی سازش کام کر رہی ہے۔ ارباب اقتدار اب تک ان واقعات کو روکنے میں ناکام رہے ہیں۔ ان واقعات کے رونما ہونے بعد اخبارات میں اکثر یہ خبریں شائع ہوتی رہی ہیں کہ مذکورہ واقعہ کے رونما ہونے سے قبل فلاں انٹیلی جنس ایجنسی نے اطلاع دی تھی کہ ایسا واقعہ رونما ہونے والا ہے لیکن ان اطلاعات کے باوجود ان واقعات کو رونما ہونے سے روکنا ناقابل فہم ہے۔ قاتل اور بم دھماکے کرنے والے کوئی نادیدہ مخلوق نہیں کہ اچانک کوئی صورت اختیار کر کے حملے کرتے ہوں اور پھر ہوا میں تحلیل ہو جاتے ہوں۔ وہ اسی معاشرے میں رہنے والے افراد ہیں؛ جن کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں؛ جن کے نزدیک انسانی جانوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں؛ جنہیں جانیں بچانے سے زیادہ جانیں لینے میں خوشی محسوس ہوتی ہے۔ ان افراد کا سدباب کیوں نہیں کیا جاتا؟ انہیں معاشرے کے سامنے بے نقاب کیوں نہیں کیا جاتا؟ انہیں کیفر کردار تک پہنچانے میں حکومت کو کیا رکاوٹ درپیش ہے؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کے جوابات دینے سے حکومت قاصر ہے۔ حکومت آئے دن دہشت گردوں سے آہنی ہاتھوں سے نمٹنے کے بیانات دیتی رہتی ہے لیکن اب تک عملاً دہشت گرد حکومت سے آہنی ہاتھوں سے نمٹتے آ رہے ہیں اور انہوں نے حکومت کو بے دست و پا کر چھوڑا ہے۔ کیا حکومت کبھی علمائے کرام اور دینی مدارس کی حفاظت کا فریضہ انجام دے سکے گی؟ یہ سوال ہنوز تشنہ طلب ہے۔ دینی مدارس ملک میں دینی تعلیمات کے فروغ اور امت مسلمہ کی رہنمائی کے لئے علمائے کرام کی تیاری کا فریضہ انجام دے رہے ہیں جبکہ علمائے کرام اس ملک کے پُرامن شہری ہیں۔ اپنے شہریوں اور اپنے اداروں کی حفاظت ہر حکومت کی ذمہ داری ہوا کرتی ہے۔ اس ذمہ داری سے جان چھڑانا اپنی آئینی ذمہ داری سے جان چھڑانا ہے۔ ہم حکومت کے کارپردازوں سے صرف یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اب تک دینی مدارس اور علمائے کرام کی حفاظت میں جو کوتاہی ہوئی ہے اس کا سدباب کریں اور آئندہ کے لئے علمائے کرام اور دینی مدارس کو خاطر خواہ تحفظ فراہم کریں۔ یہ ادارے اور یہ افراد ملک کی نظریاتی سرحدوں کے نگہبان ہیں۔ ان کی حفاظت درحقیقت ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت ہے۔ حکومت کو اپنی تمام تر توانائیاں ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لئے وقف کر دینی چاہئیں اور جن ضمیر فروشوں اور ان کے آقاؤں نے ان نظریاتی سرحدوں کو پامال کرنے کی کوشش کی ہے انہیں کیفر کردار تک پہنچانا چاہئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکومت کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یورپ میں ختم نبوت کانفرنس کے اثرات

انیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ منعقد ہوئی۔ جرمنی؛ ڈنمارک؛ ناروے؛ پاکستان؛ بھارت؛ بنگلہ دیش سمیت دنیا بھر کے ممالک سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام؛ اسکالرز؛ مقررین اور مندوبین نے کانفرنس میں شرکت کی۔ کانفرنس میں مقررین نے اسلام کی امن پسندانہ تعلیمات اور قادیانیوں کی جانب سے اسلام کو مسخ کر کے دنیا کے سامنے پیش کرنے کا موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے مغربی ممالک پر زور دیا کہ وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہی حاصل کریں اور قادیانیوں یا ذرائع ابلاغ کی جانب سے اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی مولانا فضل الرحمن نے موجودہ حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے اسلام کو درپیش مشکلات کا تذکرہ کیا اور ان کا حل پیش کیا۔ ایک یورپی ملک میں بیس ہزار سے زائد مسلمانوں کے

ختم نبوۃ

اجتماع میں مقررین نے سلجھی ہوئی تقریروں کے ذریعہ اسلام اور قادیانیت کے بنیادی اختلافات سے مسلمانوں کو آگاہ کیا اور انہیں بتایا کہ کس طرح قادیانی عقیدۂ ختم نبوت کے انکار اجرائے نبوت کے قائل ہونے' قرآن کی غلط اور من مانی تشریح کرنے' احادیث نبوی کو مسخ کرنے' توہین رسالت کے مرتکب ہونے اور دنیا بھر میں بسنے والے ایک ارب چالیس کروڑ سے زائد مسلمانوں کی تذلیل کرنے کی بنا پر امت مسلمہ سے الگ ٹھہرے۔ قادیانیوں کی جانب سے مسلم ممالک کے خلاف انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے بے بنیاد پروپیگنڈے اور اس کے اثرات سے مقررین نے شرکائے کانفرنس کو آگاہ کیا' نیز انہیں بتایا کہ کس طرح قادیانیوں نے بعض مسلمانوں کو اپنی جماعت کا ممبر بننے کی دعوت ٹھکرانے کے نتیجے میں مغربی ممالک سے جبری طور پر بے دخل کروادیا۔ کانفرنس ایک مثالی اجتماع ثابت ہوئی جس کے مثبت اثرات پھیلنے کی قوی امید ہے۔ کانفرنس کا سب سے اہم اثر یہ ہوتا ہے کہ یورپ میں بسنے والے مسلمانوں بالخصوص ان کی نئی نسل کو اسلامی عقائد ونظریات اور کردار وعمل سے آگاہی حاصل ہوتی ہے جس کا حصول انہیں عام حالات میں ہونا بظاہر مشکل ہوتا ہے۔ کانفرنس میں پیش کئے جانے والے مقالات ومضامین اور تقریروں میں بدلتی ہوئی عالمی صورتحال کے حوالے سے مسلمانوں کے کردار کو زیر بحث لایا جاتا ہے جس کے ذریعہ مسلمانوں کو علمائے کرام کے نقطہ نظر سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ ان میں اسلامی طرز فکر سرایت کرتی ہے جو انہیں عالمی صورتحال میں ایک مسلم کی حیثیت سے کردار کی انجام دہی پر مجبور کرتی ہے۔ کانفرنس میں مسلمانوں کو اسلام اور دہشت گردی کے فرق سے آگاہ کیا جاتا ہے اور انہیں بتایا جاتا ہے کہ کس طرح چند غلط لوگوں کے بُرے اعمال کو اسلام کی طرف منسوب کرکے اسلام کو بدنام کیا جارہا ہے اور مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی میں ملوث ہونے کا غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈا کیا جارہا ہے۔ اس موقع پر شرکائے کانفرنس کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ اسلام کے اس غلط امیج کو ختم کرنے کے سلسلے میں اپنا کردار ادا کریں اور اپنے کردار واعمال سے حقیقی مسلمان اور معاشرے کا امن پسند شہری ہونے کا اظہار کریں۔ ایک اہم اثر کانفرنس کے شرکاء پر یہ ہوتا ہے کہ وہ قرآن وحدیث کی پیروی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی کا عزم لے کر اپنے گھروں کو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے دلوں میں دنیا کے ہر فرد کے لئے شفقت ومحبت کے جذبات پیدا ہوجاتے ہیں اور وہ انسانی ہمدردی کے جذبات سے لبریز ہوکر معاشرے میں اپنا کردار بہتر انداز سے سرانجام دینے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ کانفرنس میں چونکہ اسلامی اخلاق یا بالفاظ دیگر اخلاق نبویؐ اختیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے' اس لئے کانفرنس میں شریک ہونے والا ہر فرد ان اخلاق کی ضرورت واہمیت محسوس کرتے ہوئے خود اپنے آپ کو بھی اس زیور اخلاق سے آراستہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتا ہے۔ کانفرنس کا اسلوب چونکہ بنیادی طور پر داعیانہ ہوتا ہے اور نشر واشاعت اور دین کی دعوت دوسروں تک پہنچانے کے لئے وقف ہوجاتی ہیں' جس سے پوری دنیا بالخصوص یورپی معاشرے میں اسلام کی ترویج واشاعت کا فریضہ انجام دینے میں آسانی ہوجاتی ہے اور اسلام کے فروغ میں تیزی آجاتی ہے جس کی نائن الیون کے بعد بہت سخت ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ امید ہے کہ یورپ ختم نبوت کانفرنس کے اثرات سے اپنے آپ کو ایک اسلام دوست معاشرے میں ڈھالنے میں کامیاب ہوجائے گا۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون وبیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہورہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ : خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے ثمرات

مولانا شمس الحق

حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ کے لئے دعا:

حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ کے لئے دعا فرمائی:

"اللھم نورلہ."

ترجمہ: "اے اللہ! اس کے لئے روشنی پیدا فرمادے۔"

چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک تیز روشنی چمکنے لگی' ان کو اندیشہ ہوا کہ لوگ کہیں یہ نہ کہنے لگیں کہ اپنے آبا کے دین کو چھوڑنے کی وجہ سے اس کی صورت بدل گئی ہے اور مثلہ ہوگیا ہے' اس لئے انہوں نے دعا کی: اے اللہ! یہ روشنی چہرہ کے بجائے کسی اور چیز میں منتقل فرمادے' چنانچہ پھر وہ روشنی ان کے کوڑے کے سرے پر چمکتی تھی اور اتنی تیز تھی کہ اندھیری رات میں قندیل کی طرح نظر آتی تھی' اسی وجہ سے ان کو ذوالنور (نوروالا) کہا جاتا تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ:

حضرت ابوہریرہؓ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کثیر الروایہ صحابی اور اصحاب صفہ میں سے ہیں' آپ کا تعلق بھی یمن کے قبیلہ دوس سے ہے' حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ کی دعوت اسلام پر ایمان قبول کیا اور ۷ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایسے آئے کہ پھر مدینہ ہی کے ہو کر رہ گئے' ہمہ وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر رہتے' سفر' حضر میں آپ کے ساتھ رہتے اور آپ کے ارشادات کو سنتے اور محفوظ کرتے رہتے' کئی کئی وقت کا فاقہ گزر جاتا' سب کچھ برداشت تھا مگر دربار نبوت سے غیر حاضری گوارا نہ تھی' اسی لئے دوسرے صحابہ کی بہ نسبت انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث زیادہ یاد تھیں' ملا علی قاریؒ نے ان کی روایات کی تعداد پانچ ہزار تین سو چونسٹھ بیان کی ہے۔ مستدرک حاکم میں روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت زید بن ثابتؓ سے (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی اور سب سے پہلے جامع قرآن ہیں) کوئی بات دریافت کی' انہوں نے فرمایا کہ ابوہریرہؓ سے دریافت کرو' اس لئے کہ ایک روز میں اور ابوہریرہؓ اور فلاں شخص (جس کا انہوں نے نام لیا مگر راوی نے اس کو ذکر نہیں کیا) ہم تینوں مسجد نبوی میں بیٹھے دعا مانگ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ادھر تشریف لے آئے اور آپ نے ہماری دعا پر آمین فرمایا' اس کے بعد ابوہریرہؓ تنہا دعا مانگنے لگے اور انہوں نے یہ دعا مانگی:

"اللھم انی اسئلک مثل ماسئلک صاحبای واسئلک علما لاینسی."

ترجمہ: "اے اللہ! میں آپ سے وہ چیز بھی مانگتا ہوں جو میرے دونوں ساتھیوں نے مانگی ہے اور ایسا علم مانگتا ہوں جو فراموش نہ ہو۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دعا پر بھی آمین فرمائی' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم بھی اللہ سے ایسے علم کی دعا کرتے ہیں جو فراموش نہ ہو (جیسا کہ ابوہریرہؓ نے کی تھی) تو آپؐ نے فرمایا: "سبقکما بھا الدوسی." اس دعا میں دوسی (ابوہریرہؓ) تم سے سبقت لے گیا۔

چنانچہ ابوہریرہؓ جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے وہ سب ان کو محفوظ رہتا' صحابہ کرامؓ میں یہ قوی الحفظ شمار ہوتے تھے' روایات حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ انہی کے ذریعہ امت کو ملا ہے۔ امام بخاریؒ کے قول کے مطابق آٹھ سو سے زیادہ صحابہؓ اور تابعینؒ نے ان سے روایت حدیث نقل کی ہے' ایک دوسری روایت میں ہے کہ شروع میں حضرت ابوہریرہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی' آپؐ نے فرمایا کہ اپنی چادر بچھاؤ' انہوں نے اپنی چادر پھیلادی' حضورؐ نے کچھ کلمات پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے ایک چلو پانی لے کر اس چادر پر چھینٹے مارے اور فرمایا کہ اس چادر کو اپنے سینہ سے لگالو۔ ابوہریرہؓ نے اس کو سمیٹ کر اپنے سینہ سے لگالیا' حضرت ابوہریرہؓ یہ فرماتے ہیں کہ اس روز کے بعد سے میرا حافظہ اتنا قوی اور مضبوط ہوگیا

کہ میں جو کچھ سنتا یاد رہتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کوئی بات مجھے نہیں بھولی۔

حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ کے لئے دعا:

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں خود اسلام لانے کے بعد اپنی والدہ کو بھی اسلام کی ترغیب دیتا رہا' مگر وہ ہمیشہ انکار کرتی رہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے اسلام کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی:

"اللھم اھد ام ابی ھریرۃ۔"

(اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت فرما۔)

میں جب گھر واپس گیا تو میری والدہ مجھے دیکھتے ہی بلند آواز سے کلمہ پڑھنے لگیں: "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ۔" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور خوشی کی وجہ سے اسی طرح رو رہا تھا' جیسے پہلے غم کی وجہ سے رویا کرتا تھا' میں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور میری ماں اسلام لے آئی' اب آپ یہ بھی دعا فرما دیجئے کہ میری اور میری ماں کی محبت اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کے دلوں میں پیدا فرما دیں اور مومنین کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر دیں۔ آپؐ نے ان کو یہ دعا دی:

"اے اللہ! اپنے اس ناتواں بندہ کو اور اس کی ماں کو اپنے مومن بندوں کا محبوب بنا دے اور ان کو ان دونوں کا محبوب بنا دے۔"

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ کی اس دعا کی برکت یہ ہے کہ روئے زمین کے تمام مرد اور عورت مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ ابوہریرہؓ اور ان کی والدہ کی محبت علامت ایمان ہے اور ان سے بغض بے ایمانی کی نشانی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اکابر مہاجرین اور سابقین اولین میں سے ہیں' ابتدائے اسلام میں مکہ مکرمہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا' پہلے حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے' غزوۂ احد میں آپ کے جسم پر اکیس زخم آئے' ایک زخم پاؤں پر ایسا آیا کہ اس کی وجہ سے لنگڑاہٹ پیدا ہوگئی تھی جو آخر تک باقی رہی۔ مدینہ طیبہ آنے کے بعد آپؓ نے تجارت شروع کر دی اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بڑی برکت و وسعت عطا فرمائی۔ آپؓ کا شمار مدینہ کے اہل ثروت لوگوں میں ہوتا تھا۔ قریش کے لوگوں میں آپ سب سے زیادہ مالدار تھے' تجارت کے علاوہ آپؓ کا زراعت کا بھی سلسلہ تھا' تقریباً بیس جانور زمین کی کاشت کے لئے کام کرتے تھے' ان کے علاوہ سواری اور دودھ کے جانوروں کا بھی بہت گلہ آپ کے پاس تھا' صحیحین کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ان کو یہ دعا دی تھی:

"بارک اللہ لک"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تمہارے یہاں برکت عطا فرمائیں۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کی برکت یہ ہے کہ میں اگر پتھر بھی اٹھاتا ہوں تو مجھے اس کے نیچے سے بھی سونا' چاندی ملنے کی توقع ہوتی ہے' آپ کی دعا کی برکت سے ان کا کوئی معاملہ اور کوئی کام نفع سے خالی نہیں ہوتا تھا' خسارہ کا تو اس میں گویا احتمال ہی نہیں تھا' اللہ تعالیٰ نے دینی امتیاز اور سربلندی کے ساتھ ساتھ دنیوی ثروت سے بھی نوازا تھا' عمر بھر اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرنے کے باوجود انتقال کے وقت اتنا مال چھوڑا کہ چار بیویوں میں سے ہر ایک کے حصے میں تقریباً ۸۳ ہزار دینار آئے' اولاد کا حصہ اس کے علاوہ تھا' اور جو مویشی چھوڑے ان میں تین ہزار بکریاں' ایک ہزار اونٹ اور ایک سو گھوڑے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جس قدر مال و دولت اور فراخ حالی آپؓ کو عطا کی تھی' ویسے ہی اپنی راہ میں فراخدلی کے ساتھ مال خرچ کرنے کا شوق' حوصلہ اور توفیق بھی نصیب فرمائی تھی' جہاد' غزوات اور مسلمانوں کی دوسری ضروریات میں فراخدلی کے ساتھ مال خرچ کرتے اور دوسروں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنے مال کا بہت بڑا حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور ایک بار چالیس ہزار دینار یکمشت دیئے' ایک بار جہاد کے موقع پر مجاہدین کے لئے پانچ سو اونٹوں کا مع تمام سازو سامان اپنی طرف سے انتظام فرمایا' بعض روایات میں ہے کہ آپؓ نے اپنی زندگی میں تیس ہزار غلام اللہ کے لئے آزاد کئے' انتقال کے وقت ہر ایک بدری صحابی کے لئے چار سو دینار کی وصیت فرمائی' اس وقت جو بدری صحابہؓ حیات تھے ان کی تعداد ایک سو تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ازواج مطہرات کے نفقات کے لئے ایک باغ انہوں نے وقف کر دیا جو بعد میں چالیس ہزار دینار میں فروخت ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کو دعا دیتی تھیں:

"اللھم اسق عبدالرحمن بن عوف من سلسبیل الجنۃ."

ترجمہ: "اے اللہ! عبدالرحمٰن بن

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

عوف کو جنت کے خاص چشمہ سلسبیل سے سیراب فرما۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بعد جو میری ازواج کے نفقات کی کفالت کرے گا وہ سچا بھلا ہوگا‘ اس کا قرعہ فال حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نام نکلا اور ان کو یہ اعزاز و شرف نصیب ہوا‘ یہ اور ان کے علاوہ دوسرے بے شمار نفقات و صدقات اور ایثار و قربانیوں کے باوجود آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہتے:

”اللھم قنی شح نفسی“

(اے اللہ! مجھے اپنے نفس کے بخل سے بچا)

ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہتے اور مال کے فتنہ سے پناہ مانگتے اور فرماتے تھے کہ مجھے خوف ہے کہ مال کی کثرت کہیں مجھے ہلاک نہ کردے اور کہیں میری نیکیوں کا صلہ مجھے آخرت کی بجائے دنیا ہی میں نہ مل گیا ہو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ایک اعزاز یہ بھی حاصل ہے کہ غزوۂ تبوک کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فجر کی نماز ان کے پیچھے پڑھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت جن چھ آدمیوں کو خلیفہ کے انتخاب کے واسطے مشورہ کے لئے نامزد فرمایا‘ ان میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی تھی‘ اس لئے آپ عشرۂ مبشرہ میں داخل ہیں۔ پچھتر سال کی عمر میں ۳۲ھ میں آپؓ کا انتقال ہوا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں آپؓ کی تدفین ہوئی۔ ”رضی اللہ عنہ وارضاہ“

☆☆..........☆☆

قادیانیت چھوڑنے پر والد‘ چچا نومسلم کی جان کے دشمن بن گئے

راولپنڈی (نمائندہ خصوصی) قادیانیت چھوڑ کر اسلام قبول کرنے اور مرضی سے شادی کرنے والی سلمیٰ نزہت کی والد اور چچا کی جانب سے جان سے مارنے کی دھمکیوں کے خلاف درخواست سول جج نے سماعت کے لئے منظور کرلی۔ سلمیٰ نزہت نے دائر استغاثہ میں مؤقف اختیار کیا تھا کہ اس نے قادیانیت ترک کرکے اسلام قبول کیا جس پر اس کے عزیز و اقارب اس کے دشمن بن گئے اور والد اور چچا نے اسے جان سے مارنے کی دھمکیاں دی ہیں‘ اس لئے عدالت ان دھمکیوں کا نوٹس لے اور اسے تحفظ فراہم کرے۔

ملک کے نامور اہلِ قلم اور اہل علم کے گرانقدر مضامین و مقالات

عنقریب شائع ہو رہا ہے

ماہنامہ ”مسیحائی“ کا

ناموس رسالت ﷺ نمبر

شہدائے ناموسِ رسالتؐ کا دل افروز تذکرہ‘ برصغیر میں ناموس رسالتؐ کے حوالے سے قانون سازی کی تاریخ‘

گستاخ رسولؐ کی سزائے موت پر اعتراضات کے جوابات‘ ناموسِ رسالتؐ کا قانون کیوں ضروری ہے‘

اطاعت و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ناموسِ رسالتؐ کے حوالے سے ایک اہم اور تاریخی دستاویز

ضخامت 100 صفحات سے زائد

قیمت فی شمارہ 60 روپے

مشتہرین حضرات سے تعاون کی اپیل ہے

اپنی کاپی فوراً بک کرالیجئے

ماہنامہ ”مسیحائی“ کے سالانہ خریدار خود بنئے اور اپنے دوست و احباب کو بنائیے

ماہنامہ ”مسیحائی“ کراچی B-197‘ بلاک A نارتھ ناظم آباد‘ کراچی پوسٹ کوڈ: 74700

برائے رابطہ: موبائل: 0320-40773727

ختم نبوت

فقہ اور حاملین فقہ کی اہمیت

مولانا مرغوب احمد لاجپوری

قرآن پاک میں تفقہ فی الدین کے حصول کا حکم:

"سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت (جہاد) میں جایا کرے تاکہ (یہ) باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"قرآن حکیم نے اس جگہ علم دین کی حقیقت اور اس کا نصاب بھی ایک ہی لفظ میں بتلا دیا ہے وہ "لیتفقھوا فی الدین" ہے موقع بظاہر اس کا تھا کہ "یتعلمون الدین" کہا جاتا، یعنی علم دین حاصل کریں، مگر قرآن نے اس جگہ "تعلم" کا لفظ چھوڑ کر "تفقہ" کا لفظ اختیار فرما کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ علم دین کا محض پڑھ لینا کافی نہیں، وہ تو بہت سے کافر، یہودی، نصرانی بھی پڑھتے ہیں اور شیطان کو سب سے زیادہ علم حاصل تھا، بلکہ علم دین سے مراد دین کی سمجھ پیدا کرنا ہے۔ یہی لفظ "تفقہ" کا ترجمہ ہے اور یہ فقہ سے مشتق ہے، فقہ کے معنی سمجھ پیدا کرنا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل نظر ہے کہ قرآن کریم نے اس جگہ مجرد کے صیغے سے "لیفقھوا الدین" یعنی "تاکہ وہ دین کو سمجھ لیں" نہیں فرمایا بلکہ "لیتفقھوا فی الدین" فرمایا جو باب تفعل سے ہے، اس کے معنی میں محنت و مشقت کا مفہوم شامل ہے۔ مراد یہ ہے کہ دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے میں پوری محنت و مشقت اٹھا کر مہارت حاصل کریں۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ دین کی سمجھ بوجھ صرف اتنی بات سے پیدا نہیں ہوتی کہ طہارت، نجاست یا نماز، روزے، زکوٰۃ، حج کے مسائل معلوم کرے، بلکہ دین کی سمجھ بوجھ یہ ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ اس کے ہر قول و فعل اور حرکت و سکون کا آخرت میں اس سے حساب لیا جائے گا۔ اس کو اس دنیا میں کس طرح رہنا چاہئے؟ دراصل اسی فکر کا نام دین کی سمجھ بوجھ ہے۔ اسی لئے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی تعریف یہ کی ہے کہ "انسان ان تمام کاموں کو سمجھ لے جن کا کرنا اس کے لئے ضروری ہے اور ان تمام کاموں کو بھی سمجھ لے جن سے بچنا اس کے لئے ضروری ہے۔"

آج کل جو علم فقہ مسائل جزئیہ کے علم کو کہا جاتا ہے یہ بعد کی اصطلاح ہے۔ قرآن و سنت میں فقہ کی حقیقت وہی ہے جو امام اعظمؒ نے بیان فرمائی ہے کہ جس شخص نے دین کی کتابیں سب پڑھ ڈالیں مگر یہ سمجھ بوجھ پیدا نہ کی، وہ قرآن و سنت کی اصطلاح میں عالم نہیں۔ اس تحقیق سے معلوم ہوگیا کہ علم دین حاصل کرنے کا مفہوم قرآن کی اصطلاح میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنا ہے، وہ جن ذرائع سے حاصل ہو، وہ ذرائع خواہ کتابیں ہوں یا اساتذہ کی صحبت، سب اس نصاب میں داخل ہیں۔"

(معارف القرآن: ۴۹۱ ج ۴)

فقہاء سے مشورے کا حکم:

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ اگر کوئی حادثہ پیش آجائے اور اس کا صریح حکم نہ ملے تو میں کیا کروں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جماعت فقہاء اور جماعت عابدین (جن کو کمال ولایت اور نظر کشف و شہود سے اجتہاد کا مرتبہ حاصل ہے) سے مشورہ کرو، اپنی رائے خاص سے اس میں فیصلہ نہ کرو۔" (طبرانی، معارف السنن،

ختم نبوۃ

فتاویٰ رحیمیہ)

فقہاء کی قلت علامات قیامت میں سے ہے:

شیخ علی متقی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے:

''قیامت کی علامات میں سے بارش کا زیادہ ہونا اور پیداوار کا کم ہونا اور قراء کی زیادتی اور فقہاء کی قلت اور امراء کی کثرت اور امانت داروں کی کمی ہے۔'' (کنزالعمال)

سیادت سے پہلے حصول تفقہ کا حکم:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''سردار بننے سے پہلے فقہ حاصل کرو۔'' (البیہقی)

فقہ اور فقہاء کے متعلق صحابہؓ واسلافؒ کے اقوال

ایک گھڑی فقہ کا حصول رات بھر کی عبادت سے افضل ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: ''اگر میں ایک گھڑی بیٹھ کر اپنے دین میں تفقہ حاصل کروں تو یہ مجھے اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ شام سے صبح تک پوری رات عبادت میں گزاروں۔'' (العلم والعلماء ص:۵۴)

ہزار عابدوں کی موت ایک فقیہ کے مقابلے میں ہیچ ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''رات کو عبادت کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے ہزار عابدوں کی موت حلال وحرام جاننے والے ایک دانا و بینا کی موت کے مقابلے میں ہیچ ہے۔'' (العلم والعلماء ص:۵۵)

علمی مذاکرہ رات کی عبادت سے بہتر ہے:

حضرت قتادہؒ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک پوری رات علمی مذاکرے میں گزار دینا عبادت میں گزارنے سے بہتر ہے۔

اسحاق بن منصورؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت قتادہؒ کے اس قول کا ذکر کیا تو فرمایا: اس سے مراد وہ علم ہے جس سے لوگ اپنے دین میں فائدہ اٹھاتے ہیں' میں نے کہا: مثلاً وضو' نماز' روزہ' حج' طلاق وغیرہ مسائل واحکام کا علم؟ کہنے لگے ہاں۔ اسحاقؒ کہتے ہیں کہ اسحٰق بن راہویہؒ نے بھی امام احمدؒ کی تصدیق کی۔ (العلم والعلماء ص:۵۴)

حدیث کی مراد کو فقہاء ہی سمجھنے والے ہیں:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''و کذلک قال الفقہاء وھم اعلم بمعانی الحدیث۔''

اسی طرح فقہاء نے فرمایا ہے اور وہ حضرات ہی حدیث کی مراد اور مقصد سب سے بہتر سمجھنے والے ہیں۔ (ترمذی)

فقہاء کی رہنمائی کے بغیر حدیث پڑھنے سے گمراہی کا خطرہ ہے:

امیر المومنین فی الحدیث امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے استاذ امام سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں:

''فقہاء کی رہنمائی کے بغیر صرف حدیث پڑھنے سے گمراہی پھیلتی ہے۔''

یعنی جس کو تفقہ فی الدین حاصل نہیں وہ حدیث کی صحیح مراد تک نہ پہنچ سکے گا اور اپنی ناقص رائے سے الٹا سیدھا مطلب اخذ کرے گا اور گمراہ ہوگا۔ دیکھئے فرق باطلہ قرآن وحدیث سے استدلال کرتے ہیں' مگر گمراہ ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

علم تو دو ہی ہیں: علم فقہ اور علم طب:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے:

''(سیکھنے کے لائق علم (درحقیقت) دو ہی ہیں: ایک فقہ کا علم' طریقہ زندگی کے لئے (بغیر علم فقہ کے دین کے احکام سے ناواقفیت رہ جاتی ہے) اور دوسرا علم طب' علاج جسمانی کے لئے اور بقیہ علوم تو صرف حظ نفس کا ذریعہ ہیں۔''

امام شافعیؒ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ صرف دو علم ضروری ہیں' ان کو حاصل کرنا ہر شخص کے لئے بہت ضروری ہے' ان کے علاوہ دیگر علوم درجہ کفایت میں ہیں' یہ مطلب نہیں کہ بقیہ علوم بے سود ہیں۔

علم فقہ کی اہمیت وفضیلت پر چند اشعار:

اذا ما اعتز ذو علم بعلم
فعلم الفقہ اولی باعتزاز
فکم طیب یفوح ولا کمسک
وکم طیر یطیر ولا کباز

یعنی جب ذی علم اپنے علم سے اعزاز حاصل کرتا ہے تو علم فقہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اس لئے کہ بہت سی خوشبوئیں مہکتی ہیں' لیکن مشک کی طرح نہیں ہوسکتیں اور بے شمار پرندے اڑتے ہیں مگر باز کی طرح نہیں اڑ سکتے۔

تفقہ فان الفقہ افضل قائد
الی البر والتقویٰ واعدل قاصد
ھو العلم الھادی الی سنن الھدی
ھو الحصن ینجی من جمیع الشدائد
وکن مستفیدا کل یوم زیادۃ

من الفقه واسبح في بحور الفوائد
فان فقيها واحداً متورعا
اشد على الشيطان من الف عابد

علم فقہ ضرور حاصل کرو کیونکہ وہ نیکی اور تقویٰ کے حصول کا بہترین رہنما اور سیدھا قاصد ہے۔ وہ ایسا علم ہے جو سنن ہدیٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے' وہ ایسا قلعہ ہے جو تمام مصائب سے نجات دیتا ہے' اور روزانہ زیادہ سے زیادہ علم فقہ سے فائدہ اٹھاؤ اور فوائد کے سمندروں میں تیرو (علم کے سمندر میں خوب غوطہ لگاؤ)' بے شک ایک (متقی) متورع فقیہ' شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

وخير علوم علم فقه لانه
يكون الى كل العلوم توسلا

علم فقہ تمام علوم میں بہتر ہے' اس لئے کہ یہ علم تمام علوم کے لئے وسیلہ ہے۔

والعمر عن تحصيل كل علم
يقصر فابدأ منه بالاهم
وذلك الفقه فان منه
مالا غنى في كل حال عنه

اور (انسان کی مختصر) عمر ہر (طرح لامحدود) علوم کے حاصل کرنے سے قاصر (وعاجز) ہے' لہٰذا اہم (علم کے حصول سے) ابتدا کرو' اور وہ (اہم علم) فقہ ہے' اس لئے کہ اس سے کسی حال میں کوئی مستغنی نہیں۔

مولانا عبدالاحد کوثر قادری لاچپوریؒ نے کہا:

علم فقہ کی اب میں فضیلت بیان کروں
اس کی اہمیت کی حقیقت بیان کروں
علم فقہ کے معنی طہارت کی زندگی
اس علم کا منشا نفاست کی زندگی
علم فقہ کا نام فضیلت کی زندگی
اس علم سے مراد شریعت کی زندگی
علم فقہ عطیہ خیرالقرون ہے
فرمایا آپؐ نے یہ دیں کا ستون ہے

فقہ کی فضیلت کے آخر میں اس بات کا اظہار کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ علم حدیث وعلم تفسیر کے جو فضائل قرآن وحدیث میں آئے ہیں وہ بھی فقہ پڑھنے والے کو حاصل ہوجاتے ہیں' اس لئے کہ فقہ درحقیقت درایت کا نام ہے۔ فقہ کوئی الگ چیز نہیں ہے' بلکہ قرآن وحدیث ہی کا عطر ہے۔

اس کی مثال ایسی سمجھئے جیسے دودھ' مکھن اور گھی۔ حدیث کو دودھ سمجھئے' اس سے مکھن اور گھی بنتا ہے۔ اسی طرح اصل قرآن وحدیث ہے اور فقہ اس کا گھی ہے' جس کے بغیر انسان اپنی زندگی نہیں گزار سکتا۔ (مبادیات فقہ ص:۲)

''شامی'' میں ہے:

''فقہ حدیث کا خلاصہ ہے اور فقیہ کا اجر محدث کے اجر سے کم نہیں ہے۔''

(مقدمہ شامی)

محدثین نے اس حدیث کے زمرہ میں فقہاء کو بھی شامل فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ میرے خلفاء پر رحم فرمائے جو میرے بعد آئیں گے' جو میری احادیث اور سنتوں کو روایت کریں گے اور لوگوں کو سکھائیں گے۔''

علامہ عبدالرؤف مناویؒ اس حدیث کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں: ''فيدخل فيه الفقهاء'' کہ اس فضیلت میں فقہاء بھی شامل ہیں۔ (فیض القدیر شرح جامع الصغیر)

☆☆..........☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے انتخابات

سرگودھا (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے اراکین عمومی کے ایک اجلاس منعقدہ ۱۶/ جولائی بروز جمعہ میں مندرجہ ذیل افراد کا بحیثیت عہدیدار انتخاب کیا گیا:

امیر:...... حضرت مولانا مفتی نور محمد' خطیب سراجیہ مسجد

جنرل سیکریٹری:...... پیر محمد ابراہیم

سیکریٹری اطلاعات:...... شمعون بٹ

خزانچی:...... محمد اکمل چشتی

ممبران مجلس شوریٰ:...... محمد اسد' حافظ عبدالرؤف' حافظ جمیل' شاہد' عدیل راؤ' رضوان مجاہد' عمردین' محمد اسلام' صوفی آصف' رانا اشفاق اور محمد رضوان قیوم۔

اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے تمام نئے عہدیداروں کو مبارکباد دی اور توقع ظاہر کی کہ وہ اپنی صلاحیتیں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کردیں گے۔ اس اجلاس میں تقریباً دوسو کارکنان نے شرکت کی جن میں اسکول وکالج کے طلباء بھی شامل تھے۔

ختم نبوت

آخری قسط

خطیبِ ملت، امیرِ شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

یہ معاملہ عشق کا ہے:

عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک مرتبہ ڈوب کر فرمایا: خدا کی عبادت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، انگریز کی بغاوت یہ میرا ایمان ہے اور رہے گا، خدا معبود ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) محبوب اور انگریز مغضوب، خدا کو جو جی میں آئے کہو اس کا محاسبہ وہ خود کرے گا، مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوچ لینا، یہ معاملہ عقل و خرد کا نہیں عشق کا ہے، عشق پر زور نہیں ہوتا اور نہ اپنے اوپر اختیار، پھر یہ نہیں سوچا جائے گا کہ قانون کیا کہتا ہے اور زمانہ کیا چاہتا ہے، پھر جو ہونا ہوگا ہو جائے گا اور جو ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔ (روزنامہ ''امروز'' ۱۵/ اکتوبر ۱۹۶۱ء)

قادیان کانفرنس:

۲۱ تا ۲۳/ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو قادیان کے اندر مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام منعقدہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کو للکارتے ہوئے فرمایا: بشیر الدین! تو تمہارا انگریزی نبی کا بیٹا ہے، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہوں، تو آ، مجھ سے عربی، فارسی، اردو، پنجابی میں ہر معاملہ سے متعلق بحث کر، یہ جھگڑا آج ہی طے پا جائے، تو پردے سے باہر نکل کر نقاب اٹھا کے سامنے آ، کشتی لڑنی ہے تو کشتی لڑ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے جوہر دیکھ، جس رنگ میں تیرا جی چاہے آ، تو موٹر میں بیٹھ کر آ، میں ننگے پاؤں آؤں، تو حریر و دیبا پہن کر آ، میں موٹا کھدر پہن کر آؤں، تو مرغن کباب، یاقوتیاں اور اپنے ابا کی سنت کے مطابق پلومر کی ٹانک وائن پی کر آ، میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق جو کی روٹی کھا کر آؤں اور پھر زمانہ فیصلہ کرے گا کہ کون سچے نبی کی اولاد ہے۔ (روزنامہ پیام اسلام امیر شریعت نمبر ۳۷/۳۸)

نبوت کے اوصاف:

ایک موقع پر نبوت و رسالت کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر پیغمبر آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک

مولانا نذیر احمد تونسوی

کوئی نبی اور رسول ایسا نہیں آیا جس نے اپنی تعلیمات میں اک جلا پیدا کرنے کے لئے اپنے دور کے کسی انسان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ہو، نبی اور رسول براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے ہیں، نبی کی رہنمائی خود اللہ تعالیٰ کرتے ہیں، انبیائے کرام معصوم بھی ہوتے ہیں اور بہادر بھی، آپ ان کے حالات پر نگاہ ڈالئے، جو نبی بھی دنیا میں تشریف لاتا ہے اس کے ایک ہاتھ میں انعام الٰہی کی کڑکتی بجلیاں ہوتی ہیں اور دوسرے ہاتھ میں تلوار، وہ کاشانہ باطل پر برق بن کر گرتا ہے، اس کے جلو میں سمندروں کا شور اور طوفانوں کا زور ہوتا ہے، اس کی رفتار فرماں رواؤں کا دل دھڑکا دیتی ہے، اس کی ایک للکار سے کائنات کا دل دہل جاتا ہے۔ (پیام اسلام امیر شریعت نمبر ۲۴/ نمبر ۱۹۶۱ء)

میں میاںؐ کے سوا کسی کا نہیں:

ختم نبوت کی حفاظت کے سلسلہ میں ۱۹۵۰ء میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ختم نبوت کی حفاظت میرا جزو ایمان ہے، جو شخص بھی اس ردا کو چوری کرے گا، جی نہیں، چوری کا حوصلہ کرے گا، میں اس کے گریبان کی دھجیاں پھاڑ دوں گا، میں میاں صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کا نہیں، نہ اپنا، نہ پرایا، میں انہی کا ہوں، وہی میرے ہیں، جن کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کھا کر آراستہ کیا ہو، میں ان کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں تو لعنت ہے مجھ پر، اور لعنت ہے ان پر جو ان کا نام تو لیتے ہیں لیکن سارقوں کی خیرہ چشمی کا تماشہ دیکھتے ہیں۔ (ہفت روزہ چٹان ۱۹۶۲ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب کسی کو نہیں دیا جا سکتا:

پشاور کے چوک یادگار میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں آج یہ اعلان کروں کہ میں قائد اعظم ہوں، تو کیا تم برداشت کرو گے؟ سامعین نے بلند آواز سے کہا: ہرگز نہیں۔ اس پر امیر شریعتؒ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے ایک دنیاوی لیڈر کا مقام کسی دوسرے کو دینے کی اجازت نہیں دیتے تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ برطانیہ کا پٹھو (مرزا قادیانی) تاجدار مدینہ، خاتم الانبیاء صلی اللہ

علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرے کہ میں محمد ہوں (نعوذ باللہ)۔ (حیات امیر شریعتؒ مؤلف جانباز مرزا)

آنحضرتؐ خاتم النبیین ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر فدائیت کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا میں اسے انسان بھی کہنے کے لئے تیار نہیں' تمہارا قانون جو چاہے میرے ساتھ کرلے' میں دار پر بھی یہی کہوں گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں' تمہارا قانون میرا کیا بگاڑ سکتا ہے؟ اب رہ بھی کیا گیا ہے جو بگاڑ لوگے؟ ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہے' میں چاہتا ہوں کہ یہ بھی میاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت وناموس پر نثار ہوجائے تو جان چھوٹے۔ (حیات امیر شریعتؒ مؤلف جانباز مرزا)

شہدائے ملتان کو خراج عقیدت:

۱۸/ جنوری ۱۹۵۲ء کو ملتان میں فتنہ قادیانیت کے خلاف اجتماع کرنے پر ملتان پولیس نے مجمع پر بلا وارننگ گولی چلادی' دس منٹ تک تقریباً ستر راؤنڈ چلائے گئے جس کے نتیجہ میں چھ مسلمان شہید اور کئی مسلمان زخمی ہوئے۔ ۲۵/ جولائی ۱۹۵۲ء کو امیر شریعت نے شہدائے ملتان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کرکے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کو گزند پہنچانے کی ناکام کوشش کی تو خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اس کاذب ومفتری سے کسی قسم کا مناظرہ کرکے دعوائے نبوت کے جواز میں دلیل طلب نہیں کی' اگر کچھ کیا تو ایک ہزار سے زائد صحابہ کرامؓ (جن میں سے) سات سو سے زائد حفاظ قرآن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ناموس رسالتؐ اور تاج وتخت ختم نبوت پر قربان کردیئے اور اس طرح خلیفہ اول نے مسلمانوں کی متاع دین وایمان کو ایک عیار اور مکار کی دست برد سے بچالیا اور آئندہ کے لئے ملت اسلامیہ کو سبق دیا کہ جو شخص اس قسم کی ناپاک کوشش کرے' اس کے لئے اسلام اور ملت اسلامیہ کا فیصلہ کیا ہے؟ ملتان کے غیور اور صاحب ایمان مسلمانوں نے بھی اس دور پرآشوب میں جبکہ کفر و ارتداد کی سیاہ گھٹاؤں نے ایمان وایقان کو پریشان کررکھا ہے' اسلام کی لاج رکھ لی اور اپنے جگر گوشوں کو شمع رسالت پر پروانہ وار نثار کرکے ثابت کردیا ہے کہ مسلمان آج بھی فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی خاطر گولیوں کی بارش میں مسکرا سکتا ہے:

رتبہ شہید ناز کا گر جان جایئے
قربان جانے والوں کے قربان جایئے

خدا کی نعمتیں نچھاور ہوں تم پر اے شہیدانِ ناموس رسالت! اسلام ہو تم پر اے ختم المرسلین کی عزت و آبرو پر قربان ہونے والو! مبارک ہیں ان کے والدین کہ ان کے نذرانے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں شرف قبولیت حاصل کرگئے' یوں تو اس دنیا میں ہزاروں بچے جنم لیتے ہیں اور مرجاتے ہیں' ہزاروں کلیاں کھلتی ہیں اور بادسموم کے تھپیڑوں کی تاب نہ لاکر مرجھا جاتی ہیں' مگر وہ موت جو حق اور راستی کی راہ میں آئے' حیات جاوداں بن کر آتی ہے:

جو موت آئے تو زندگی بن کر آئے
قضا کی نرالی ادا چاہتا ہوں

(حیات امیر شریعت مولف جانباز مرزا)

میں نے چالیس سال قرآن سنایا:

۱۹۴۵ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے لوگوں کے جمود اور اپنی انتہائی کوشش کا تذکرہ کرتے ہوئے لوگوں سے شکایتی انداز میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے لوگو! چالیس سال میں نے لوگوں کو قرآن سنایا' پہاڑوں کو سناتا تو عجب نہ تھا کہ ان کے سنگینی کے دن چھوٹ جاتے' غاروں سے ہم کلام ہوتا تو جھوم اٹھتے' چٹانوں کو جھنجوڑتا تو چلنے لگتیں' سمندروں سے مخاطب ہوتا تو ہمیشہ کے لئے طوفان بلند ہوجاتے' درختوں کو پکارتا تو وہ دوڑنے لگتے' کنکریوں سے کہتا تو وہ لبیک کہہ اٹھتیں' صرصر سے گویا ہوتا تو وہ صبا ہوجاتی' دھرتی کو سناتا تو اس کے سینے میں بڑے بڑے شگاف پڑ جاتے' جنگل لہرانے لگتے' صحرا سرسبز ہوجاتے' میں نے ان لوگوں کو قرآن سنایا' جن کے دل کی زمینیں بنجر ہوچکی ہیں' جن کے ہاں دل ودماغ کا قحط ہے' جن کے ضمیر عاجز آچکے ہیں' جو برف کی طرح ٹھنڈے ہیں' جن کی پتیاں انتہائی خطرناک ہیں' جن میں ٹھہرنا المناک اور جن سے گزرنا طربناک ہے' جن کے سب سے بڑے معبود کا نام طاقت ہے۔''

قرآن کو پڑھا کرو:

۱۹۶۴ء میں ایک موقع پر قرآن کریم کی حقیقت اور اس کی تاثیر کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم کی بلاغت کے صدقے جایئے' خود بولتی ہے کہ میں محمدؐ پر اتاری گئی ہوں' بابو لوگو! اس کی قسمیں نہ کھایا کرو' اس کو پڑھا کرو' سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی طرح نہ سہی' اقبال کی طرح پڑھا کرو' دیکھا اس نے قرآن کو ڈوب کر پڑھا تو مغرب کی دانش پر ہلہ بول دیا' پھر اس نے قرآن کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں' وہ تمہارے بت کدے میں اللہ اکبر

ختم نبوۃ

کی صدا ہے۔ (ہفت روزہ چٹان ۱۹۶۲ء)

دیدار نبوت کا اثر:

ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا' سینے پر پتھر رکھے گئے' گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا گیا' آگ میں ڈالا گیا' سولی پر لٹکایا گیا' آزمائش کی ہر بھٹی میں ڈالا گیا' مگر ثابت قدم نکلا' پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی' میرے نبی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا' پھر للکار کر فرمایا کہ یہ خیال نہ گزرے کہ ابوجہل نے بھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا' ہاں ہاں کبھی یوں نہ سوچ لینا' ابوجہل نے اپنے بھتیجے کو دیکھا ہوگا' اس کی نگاہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں پڑی۔

شیطان نے منافقت نہیں کی:

ایک مرتبہ خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ شیطان نے کتنی جرأت کا ثبوت دیا' حضرت آدم علیہ السلام کو نہیں مانا اور آخر تک نہیں مانا' ابدی لعنت کو قبول کرلیا مگر منافقت نہ کی' اگر ہم اس کو مشورہ دیتے کہ بدبخت نہیں مانتا آدم علیہ السلام کو تو نہ مان' دل سے نہ سہی' ظاہراً تو سجدہ کرلے' مقابلہ کرکے کیوں جہنمی بنتا ہے' وہ کیا کہتا؟ یہی تو جواب دیتا کہ جہنم جانا منظور ہے' مگر منافقت نہیں ہوسکتی' اگر شیطان باطل کے لئے اتنی جرأت و استقامت کا ثبوت دے سکتا ہے' تو ہم حق کے لئے کیوں نہ دیں؟ (ماہنامہ تبصرہ لاہور' امیر شریعت نمبر)

پاکستان کے متعلق اردو پارک دہلی میں بصیرت افروز آخری خطاب:

تقسیم ملک سے تقریباً ایک سال قبل ۲۶/ اپریل ۱۹۴۶ء کو اردو پارک دہلی میں مجلس احرار اسلام نے ایک بڑے جلسے کا اہتمام کیا۔ امیر شریعتؒ نے اس عظیم اجتماع سے آخری خطاب فرمایا' پھر اس کے بعد کبھی دہلی دوبارہ نہ جاسکے' اس اجتماع میں تقریباً پانچ لاکھ افراد شریک ہوئے' شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے صدارت فرمائی' مجلس احرار اسلام' جمعیت علمائے ہند کے قائدین و رہنماؤں کے علاوہ پنڈت جواہر لال نہرو اور دیگر بہت سے لیڈر موجود تھے' تقریباً رات کو ساڑھے گیارہ بجے امیر شریعتؒ نے خطاب شروع فرمایا' خطاب سے قبل آپ نے انسانی سروں کے اس بحر بے کراں پر ایک بھرپور نگاہ ڈالی' ایک مرتبہ دائیں دیکھا' پھر بائیں دیکھا جیسے لوگوں کے چہروں سے موضوع کا انتخاب کر رہے ہوں' پھر خطبہ سے قبل آپ نے تقریر کا آغاز یوں فرمایا: آپ حضرات درود شریف پڑھیں' پھر دوبارہ فرمایا درود شریف پڑھا ہیں' تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا' لوگ حیران تھے کہ آج امیر شریعتؒ اتنے بڑے سیاسی اجتماع میں تقریر کا آغاز کس انداز سے فرما رہے ہیں۔ عوام کی نگاہوں سے ابھرنے والے اس سوال کے جواب میں امیر شریعتؒ نے خود ہی فرمایا کہ میں نے آج یہ اس لئے کیا ہے کہ اتنے عظیم اجتماع کے باوجود یار لوگ صبح کے اخبار میں لکھ دیں گے کہ مجمع تو واقعی پانچ لاکھ کا تھا مگر اس میں مسلمان ایک بھی نہ تھا' اس لئے میں نے درود شریف پڑھوالیا ہے تاکہ ان دوستوں کو معلوم ہوجائے کہ اس اجتماع میں مسلمان ہیں یا یہ اجتماع ہی مسلمانوں کا ہے۔ اس پر تمام مجمع کشتِ زعفران بن گیا' پھر آپ نے اپنے مخصوص انداز میں قرآن کریم کی تلاوت شروع کی۔ سامعین امیر شریعت کی تلاوت سے مسحور ہوتے چلے گئے' گلے کی حلاوت اور سوز سے ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے آیات خداوندی کا نزول ہورہا ہے' لاکھوں انسانوں کا اجتماع پتھروں کا ڈھیر محسوس ہوتا تھا' چاروں طرف ہو کا عالم تھا اور ایک ایسا سناٹا تھا کہ سوئی بھی گرے تو آواز آئے' ڈیڑھ رکوع پڑھنے کے بعد امیر شریعتؒ نے تلاوت ختم کی تو پنڈت جواہر لال نہرو اٹھے اور مائک پر آکر معذرت خواہانہ انداز میں کہنے لگے: بھائیو! میں تو صرف بخاری صاحب کا قرآن کریم سننے کے لئے حاضر ہوا تھا' اب معذرت کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد امیر شریعت نے تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

"حضرات! آج میں نے کوئی تقریر نہیں کرنی بلکہ چند حقائق ہیں جنہیں بلاتمہید کہنا چاہتا ہوں' اس وقت مشرق و مغرب کی دنیا میں جو بحث چل رہی ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان کی ہندو اکثریت کو مسلم اقلیت سے جدا کرکے برصغیر کو دو حصوں میں تقسیم کردیا جائے۔ قطع نظر اس کے کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ مجھے پاکستان بن جانے کا اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات کا کہ صبح کو سورج مشرق ہی سے طلوع ہوگا' لیکن یہ پاکستان وہ پاکستان نہیں ہوگا جو دس کروڑ مسلمانوں کے ذہنوں میں اس وقت موجود ہے اور جس کے لئے آپ بڑے خلوص سے کوشاں ہیں' ان مخلص نوجوانوں کو کیا معلوم کہ کل ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ بات جھگڑے کی نہیں' سمجھنے اور سمجھانے کی ہے' سمجھا دو' مان لوں گا' اگر آج مجھے کوئی اس بات کا یقین دلادے کہ ہندوستان کے کسی قصبہ کی گلی میں' کسی شہر کے کسی کوچہ میں' حکومت الٰہیہ کا قیام اور شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہونے والا ہے تو رب کعبہ کی قسم! میں آج ہی اپنا سب کچھ چھوڑ کر آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں' لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ جو لوگ

اپنے جسم پر اسلامی قوانین نافذ نہیں کر سکتے' وہ دس کروڑ افراد کے وطن میں کس طرح اسلامی قوانین نافذ کر سکتے ہیں؟ یہ ایک فریب ہے اور میں یہ فریب کھانے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں۔"

پھر آپ نے اپنی کلہاڑی کی مدد سے تقسیم کے بعد مشرقی اور مغربی پاکستان کا نقشہ سمجھاتے ہوئے فرمایا:

"ادھر مشرقی پاکستان ہوگا' ادھر مغربی پاکستان ہوگا' درمیان میں چالیس کروڑ متعصب ہندو لالوں کی حکومت ہوگی' کون لالے؟ دولت والے' ہاتھیوں والے' مکار لالے' وہ اپنی مکاری اور عیاری سے ہمیشہ پاکستان کو تنگ کرتے رہیں گے' اسے کمزور کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے' اس تقسیم کی بدولت آپ کا پانی روک دیا جائے گا' آپ کی معیشت تباہ کرنے کی کوشش کی جائے گی اور آپ کی یہ حالت ہوگی کہ بوقت ضرورت مشرقی پاکستان' مغربی پاکستان کی اور مغربی پاکستان مشرقی پاکستان کی مدد سے قاصر ہوگا۔ اندرونی طور پر پاکستان میں چند خاندانوں کی حکومت ہوگی' اور یہ خاندان زمینداروں' صنعت کاروں' سرمایہ داروں کے خاندان ہوں گے' انگریز کے پروردہ' فرنگی سامراج کے خود کاشتہ پودے' سروں' نوابوں اور جاگیرداروں کے خاندان ہوں گے' جو اپنی من مانی کارروائیوں سے محب وطن اور غریب عوام کو پریشان کر کے رکھ دیں گے' ان کی لوٹ کھسوٹ سے پاکستانی کسان اور مزدور نان شبینہ کو ترس جائیں گے' امیر' امیر تر اور غریب' غریب تر ہوتا چلا جائے گا۔

رات کافی بیت چکی تھی اور حضرت امیر شریعتؒ اپنی سیاسی بصیرت کے موتی بکھیرتے چلے جا رہے تھے اور مستقبل سے ناآشنا مسلمان منہ کھولے' انجانے واقعات کو حیرت و استعجاب کے عالم میں ہمہ تن گوش ہو کر سن رہے تھے۔

دولت کے پجاری ہندو کی تنگ نظری' کانگریس کی مصلحت پسندی و بے وفائی' مسلم لیگ کے جذباتی پن' فرنگی کی مکاری و عیاری اور مستقبل میں پیش آنے والے خطرناک حالات و واقعات پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ:

"میں دیکھ رہا ہوں' یہاں وحشت و درندگی کا دور دورہ ہوگا' بھائی' بھائی کے خون کا پیاسا ہوگا' انسانیت اور شرافت کا گلا گھونٹ دیا جائے گا' کسی کی عزت محفوظ نہیں ہوگی' نہ مال' نہ جان' نہ ایمان' اس سب کا ذمہ دار کون ہوگا؟ تم دونوں! کانگریس اور مسلم لیگ' لیکن تم یہ سب کچھ نہیں دیکھ سکتے' تمہاری آنکھوں پر تمہاری اپنی خود غرضیوں اور ہوس پرستیوں نے پردے ڈال رکھے ہیں اور تم ایک ایسے شخص کی مانند ہو جو عقل رکھتا ہے' مگر صحیح سوچنے سے عاری ہے' کان ہیں' مگر سن نہیں سکتا' آنکھیں ہیں مگر بصیرت چھن چکی ہے' اس کے سینے میں دل تو دھڑک رہا ہے مگر احساسات سے خالی' محض گوشت پوست کا ایک لوتھڑا۔"

ابھی امیر شریعتؒ کا ولولہ انگیز خطاب جاری تھا کہ صبح کی اذان گونجتی ہوئی کانوں میں پڑی اور امیر شریعتؒ نے اہل دہلی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

دہلی والو! سن لو! میری یہ باتیں یاد رکھنا' حالات بتا رہے ہیں کہ اب جیتے جی پھر کبھی ملاقات نہ ہو سکے گی:

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

امیر شریعتؒ تقریر ختم کر کے اسٹیج سے رخصت ہوئے تو صبح کا اجالا پھیل رہا تھا اور انسانوں کا ایک بے پناہ ہجوم گھروں کو واپس لوٹ رہا تھا' نوابزادہ نصر اللہ خان مرحوم کے بقول:

"برطانوی مشن کا سربراہ لارڈ پیتھک لارنس اپنے وفد کے ہمراہ جلسہ گاہ کے باہر گھوم کر' امیر شریعتؒ کی تقریر کے سحر اور جلسہ کے تاثرات کا جائزہ لے کر چلا گیا۔ ادھر مولانا ابوالکلام آزاد اپنی رہائش گاہ پر اس تاریخی جلسہ کی کارروائی سننے کے لئے بے تاب تھے' کیونکہ برطانوی مشن سے مذاکرات کے باعث مصروفیت کی بنا پر وہ جلسہ میں شریک نہ ہو سکے۔"

(بحوالہ "پاکستان میں کیا ہوگا؟")

میرے دل نے کبھی غلطی نہیں کی:

پاکستان بن جانے کے بعد ۱۹۴۸ء میں امیر شریعتؒ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے جو کچھ کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے' کیا مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی کسی حرکت پر ندامت نہیں۔ میرا دماغ غلطی کر سکتا ہے لیکن میرے دل نے کبھی غلطی نہیں کی' مجھ سے وفاداری کا ثبوت مانگنے والے' پہلے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفاداری کا ثبوت دیں' میں ان میں سے

نہیں جو انسانی ضمیر کی سوداگری کرتے ہیں' میں اس شخص کو دھوپ چھاؤں کی اولاد سمجھتا ہوں جو قوم کو بیچتا پھرتا ہے اور ملک سے غداری کرتا ہے اور جس ہنڈیا میں کھاتا ہے اسی میں چھید کرتا ہے' میں نے صرف اللہ کے سامنے جھکنا سیکھا ہے' میں ان لوگوں کا وارث نہیں جنہوں نے درباروں کی دہلیزیں چاٹی ہیں' میں ان کا وارث ہوں جو شہادت کے راستہ میں سروں کو ہتھیلی پر کئے پھرتے ہیں۔'' (ہفت روزہ چٹان ۱۹۶۲ء)

پاکستان کا تحفظ:

۱۹۵۲ء میں لاہور میں دفاع پاکستان کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''پاکستان نے جب بھی پکارا واللہ باللہ! میں اس کے ذرے ذرے کی حفاظت کروں گا' مجھے یہ اتنا ہی عزیز ہے جتنا کوئی اور دعویٰ کرسکتا ہے' میں قول کا نہیں عمل کا آدمی ہوں' اس کی طرف کسی نے غلط آنکھ اٹھائی تو وہ پھوڑ دی جائے گی' کسی نے ہاتھ اٹھایا تو وہ کاٹ دیا جائے گا' میں اس وطن اور اس کی عزت کے مقابلے میں' اپنی جان عزیز رکھتا ہوں نہ اولاد' میرا خون پہلے بھی تمہارا تھا' اب بھی تمہارا ہے۔''

تحفظ ملک کیلئے ہر وقت تیار رہیں:

اسی طرح ۱۹۵۲ء میں دفاع پاکستان کانفرنس کراچی میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اب ہم آزاد ہیں اور میری یہ حتمی رائے ہے کہ آزاد ملک کا کوئی دوست نہیں ہوتا' آزاد ملک پر چاروں طرف سے للچائی نگاہیں پڑتی ہیں' ہر لالچی طمع' سونے چاندی کا بھوکا اور زمین کا بھوکا آزاد ملک پر حرص کی نگاہ ڈالتا ہے' یہ مت سوچئے کہ ہماری سرحد ننگی پڑی ہے' سرحدیں کپڑوں سے نہیں خون سے ڈھانپی جاتی ہیں' جہاں مجاہدوں کا خون بہتا ہے' وہاں سرحد بن جاتی ہے' جنگ ہو یا نہ ہو' آپ کو بہر حال تحفظ پاکستان کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔''

سیاست سے کنارہ کشی اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد:

قیام پاکستان کے بعد امیر شریعتؒ ملتان میں ایک کرائے کے مکان میں مقیم ہوگئے اور سیاست سے کنارہ کش ہوکر اپنے رفقاء سمیت ناموس رسالتؐ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خالصتاً ایک مذہبی تنظیم مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی' آپ اس کے سب سے پہلے امیر تھے۔ ۱۹۵۳ء میں جب پاکستان میں قادیانیت کے خلاف تحریک ختم نبوت چلی تو آپ نے اس میں بھرپور قائدانہ کردار ادا کیا' امیر شریعتؒ نے تحفظ ناموس رسالتؐ کے لئے جو خدمات انجام دیں وہ تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہے۔

گستاخان رسولؐ قادیانیوں کا تعاقب ان کی زندگی کا اہم ترین مشن تھا۔ بیماری اور بڑھاپے کے باوجود تحریک تحفظ ختم نبوت کے لئے وہ دن رات کوشاں رہے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ تحریک تحفظ ختم نبوت میں جہاں کہیں بھی شہید ہوئے' ان سب کے خون کا ذمہ دار اور جوابدہ میں ہوں' ان میں جذبہ شہادت میں نے پھونکا تھا' وہ عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مارے گئے' حشر کے دن میں ان کے خون کا ذمہ دار ہوں گا۔ سینکڑوں' ہزاروں اجتماعات میں آپ نے رد قادیانیت کے موضوع پر تقریریں کیں' ہزاروں سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا' اس مشن کی تکمیل کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کئے رکھی۔ آخر کار ان کی مساعی جمیلہ' ان کی عمر بھر کی کاوش بار آور ثابت ہوئی' چنانچہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں قانونی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ادارہ امیر شریعتؒ کی پُرخلوص جدوجہد کا صدقہ جاریہ ہے' جو آج بھی دنیا بھر میں ایک منظم اور مربوط نظام کے تحت گستاخان رسول کا تعاقب کر کے اپنا فرض منصبی ادا کر رہا ہے۔

امیر شریعتؒ کی خطابت:

امیر شریعتؒ کی تقریر میں جلال و جمال کا حسین امتزاج تھا' ان کے الفاظ میں شبنم کی نرمی' شاخ گل کی لچک' بلبل کی چہک' ستاروں کی چمک اور بہاروں کا حسن تھا' اگر ان کی زبان پر خدا اور رسولؐ کے دشمنوں کا ذکر آجاتا تو امیر شریعتؒ کی خطابت میں بادل کی گرج' بجلی کی کڑک' سمندروں کا خروش' بادشاہوں کا جلال' اور مرد مجاہد کی شان نمایاں ہوجاتی تھی' وہ دوران خطابت موضوع کے مطابق اپنا لب و لہجہ اور انداز گفتگو بدلتے رہتے تھے اور بقول شورش کاشمیریؒ مرحوم رعد کی گونج' بادل کی گرج' ہوا کا فراٹا' فضا کا سناٹا' صبح کا اجالا' ریشم کی جھلملاہٹ' ہوا کی سرسراہٹ' گلاب کی مہک' سبزے کی لہک' بلبل کی چہک' آبشار کا بہاؤ' شاخوں کا جھکاؤ' طوفان کی کڑک' سمندر کا خروش' پہاڑ کی بلندی' صبا کی چال' اوس کا نم' چنبیلی کا پیراہن' تلوار کی کاٹ' عشق کا بانکپن' حسن کا اعجاز اور مقطع کی عبارتیں انسانی آواز میں ڈھلتے ہی خطابت کی جو صورت اختیار کرتی ہیں' اس کا جیتا جاگتا مرقع امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے' انہوں نے بڑے بڑے شہروں میں لاکھوں کے اجتماع کثیر سے خطاب فرمایا' حالانکہ اس وقت لاؤڈ اسپیکر ایجاد بھی نہیں ہوا تھا اور بغیر اس کے مسلسل آٹھ آٹھ دس

دس گھنٹے تک بولتے' لیکن کسی نے عدم سماع کی شکایت نہیں کی اور نہ کسی وقت آواز میں فرق آیا۔ دوران تقریر حاضرین میں سے کسی کا اٹھ جانا تو ناممکن تھا لیکن اس کے باوجود امیر شریعتؒ فرماتے تھے کہ میں تو کچھ نہیں ہوں' جو کچھ مجھے حاصل ہوا ہے وہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی نگاہ کرم کا نتیجہ ہے اور کبھی فرماتے کہ میں کوئی عالم نہیں ہوں' میں تو مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی ایک تقریر سن کر پانچ چھ تقریریں بنا لیتا ہوں' فرنگی کے خلاف ان کی زبان سے الفاظ نہیں شعلے برستے تھے' ان کی آنکھیں سرخ ہوتیں اور سننے والے ہر لفظ پر صدائے تحسین بلند کرتے۔ حلقہ احرار کی تاریخ میں مجموعی قربانی کا نام امیر شریعتؒ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ہے' انہوں نے ہمیشہ سادہ زندگی گزاری' سادہ کھایا' سادہ پہنا' چاہتے تو کیا کچھ نہیں کر سکتے تھے مگر وہ ایک درویش منش انسان تھے' ان کے پاس رہنے کے لئے اپنا مکان بھی نہ تھا' کرایہ کے مکان میں زندگی گزار دی۔

وفات:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اکثر فرمایا کرتے تھے:

''میں وہاں چلا جاؤں گا جہاں سے لوٹ کر کوئی نہیں آیا' پھر تم مجھے پکارو گے مگر تمہاری پکار تمہارے کانوں سے ٹکرا کر تمہیں ہلکان کر دے گی' مگر مجھے نہ پا سکو گے' وہ وقت آئے گا کہ تم میری قبر پر آ کر رویا کرو گے اور کہو گے: بخاری! تم سچے تھے اور سچ کہتے تھے۔''

تحریک آزادی کے یہ عظیم مجاہد' ناموس رسالتؐ کے پاسبان' ایشیا کے سب سے بڑا خطیب ۲۱/اگست ۱۹۶۱ء بروز پیر شام چھ بجے دار فانی سے روٹھ کر دار بقا کی طرف یعنی ایسی جگہ تشریف لے گئے جہاں سے واپس لوٹ کر آج تک کوئی نہیں آیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپؒ کے بڑے صاحبزادے مولانا سید عطاء المنعم مرحوم نے آپؒ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ڈیڑھ لاکھ سے زائد افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ صدر ایوب خان کی جانب سے ملتان قلعہ پر امیر شریعتؒ کے جسد خاکی کو دفنانے کی پیشکش کی گئی مگر اہل خانہ اور دیگر متعلقین نے حکومت کی اس پیشکش کو ٹھکراتے ہوئے قلعہ کی بجائے عام قبرستان میں امیر شریعتؒ کی تدفین کو ترجیح دی۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

بمقام دارالعلوم مدنیہ رسول پارک ملتان روڈ لاہور

بتاریخ یکم شعبان تا ۱۹ رمضان المبارک بااسلوب امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

دورۂ تفسیر قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان
نہایت شرح و بسط سے پڑھائیں گے

پیش آمدہ جدید فقہی مسائل و دیگر اہم مباحث مد نظر ہونگے

اجمالی تعارف دارالعلوم مدنیہ لاہور

☆ دارالعلوم مدنیہ کے لئے دسمبر ۱۹۷۵ء میں قطعہ اراضی خرید اگیا۔
☆ دارالعلوم مدنیہ کا سنگ بنیاد ۳/ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ بمطابق ۱۴/اکتوبر ۱۹۷۵ء بروز اتوار مشاہیر علماء کرام و مشائخ عظام کے مبارک ہاتھوں رکھا گیا۔
☆ ابتدائی پانچ سال بانی مدرسہ حضرت مولانا محب الٰہی صاحب زید مجدہ تمام تدریسی و انتظامی ذمہ داریاں تنہا سرانجام دیتے رہے۔
☆ ۳/اکتوبر ۱۹۸۱ء کے بعد تقریباً ہر سال طلباء کی کثرت اور درس نظامی کے درجات میں ترقی کے باعث مدرسین و ملازمین میں اضافہ ہوتا رہا۔
☆ ۱۹۹۶ء-۱۴۱۷ھ کو شعبان و رمضان میں دورۂ تفسیر کا آغاز ہوا جو مسلسل جاری ہے۔ جس میں علماء' وکلاء' پروفیسرز' یونیورسٹیوں کے طالب علم اور درس نظامی کے منتہی طالب علم شریک ہوتے ہیں۔ امتحان میں کامیاب ہونے والے حضرات کو اسنادی جاتی ہیں۔
☆ دس سال کی قلیل مدت میں دارالعلوم علمی ترقی کی منازل طے کر کے موقوف علیہ تک جا پہنچا۔
☆ وفاق المدارس العربیہ سے الحاق نہ ہونے کے باوجود دارالعلوم میں داخل طلباء کی تعداد تین سو سے متجاوز ہے۔
☆ دارالعلوم میں مقیم طلباء کو رہائش' طعام' لباس' علاج' درسی کتب' بستر وغیرہ تمام سہولیات مدرسہ کی طرف سے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔
☆ اس وقت مدرسہ میں ۱۸ اساتذہ' ۲ خادم مسجد' ایک ناظم' ۳ باورچی' ایک الیکٹریشن اور دربان پر مشتمل ۲۷ افراد کا عملہ کام کر رہا ہے۔
☆ سالانہ اخراجات کا تخمینہ ۳۰ لاکھ سے زائد ہے۔ تعمیراتی اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔ دارالقرآن والے احاطہ میں کمروں کی تعمیر جاری ہے۔
☆ تمام اخراجات اہل خیر کے تعاون سے پورے ہوتے ہیں۔ مدرسہ کی مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں اور نہ ہی مدرسہ کی طرف سے کوئی گشتی سفیر اندرون شہر یا بیرون شہر متعین ہے۔ اور نہ ہی مدرسہ کسی حکومتی ادارے محکمہ زکوٰۃ وغیرہ سے تعاون لیتا ہے' اہل خیر خود ہی تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

منجانب: اراکین دارالعلوم مدنیہ رسول پارک لاہور 042 7832305

پہنچنے کا راستہ: یادگار چوک سے مانگا والی ویگن' اسٹیشن سے ویگن نمبر ۵ ملتان روڈ لاہور سے مغرب کی طرف گلی میں

کفار کی مشابہت

کفار کے معاشرے کی بساط تمام تر نفسانی خواہشات اور لذات' نام ونمود اور فخر ومباہات پر بچھی ہوئی ہے اور قوت وشوکت کے سائے میں یہ معاشرہ پرورش پا رہا ہے' جو طبعی طور پر نفس کو انتہائی محبوب دکھائی دیتا ہے۔

اس کے برخلاف اسلامی معاشرے کی بساط سادگی وتواضع' زہد وقناعت' خدا پرستی ونفس کشی پر بچھی ہوئی ہے' جس کو طبعی طور پر نفس پسند نہیں کرتا۔

افسوس کہ مسلمان اب اس رو میں بہے جا رہے ہیں۔ جو قومیں ان کے اسلاف کے ماتحت اور باج گزار تھیں ان کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ کے افکار وخیالات اور ان کی مماثلت اور مشابہت وہم رنگی بھی اختیار کرتے جا رہے ہیں اور اپنے اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلاف کے خصائل' عادات اور طور طریقے ترک کرتے جا رہے ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ جن متمدن قوموں نے انبیائے کرام کے مقابلے میں اپنی قوت کا نعرہ لگایا اور تمدن و معاشرے میں دنیا سے آگے نکل گئیں' انبیائے کرام کی گدڑی' کمبل' عمامہ' دستار' تہبند اور ازار کا مذاق اڑایا اور ان کے مقدس طور طریقوں کا تمسخر کیا تو انجام کار یہ ہوا کہ وہ سب کی سب تباہ اور برباد ہو گئیں' کسی کا نام و نشان نہ رہا' کسی کو اللہ تعالیٰ نے غرق کر دیا' کسی کو زمین میں دھنسا دیا' کسی پر آسمان سے پتھر برسائے اور کسی کو چیخ سے ہلاک کر دیا۔ "فهل ترىٰ لهم من باقية"

کتاب وسنت کی نصوص سے یہ بات واضح ہے کہ دینی ودنیوی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے' جہاں شریعت نے کفر وشرک کی نجاست وظلمت کی مشابہت سے حفاظت کا حکم نہ دیا ہو اور پوری قوت کے ساتھ یہ ثابت کر دیا ہے کہ صراط مستقیم کا اقتضا یہی ہے کہ اغیار کی مشابہت اور ہم رنگی سے احتراز کیا جائے۔

تفسیر وحدیث' فقہ اور علم عقائد کی کوئی کتاب مسئلہ تشبیہ سے خالی نہیں' فقہاء اور متکلمین نے تو اس مسئلے کو باب الارتداد میں ذکر کیا ہے کہ کن چیزوں کا ارتکاب کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے اور دائرہ

مفتی حبیب الرحمٰن خیرآبادی

اسلام سے خارج ہو جاتا ہے' آٹھویں صدی کے مشہور ومعروف عالم حضرت شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ نے اس مسئلے کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے: "اقتضاء الصراط مستقيم مخالفة اصحاب الجحيم" کے نام سے ایک مبسوط کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے غیروں کی مشابہت اور ان کی تہذیب وتمدن اختیار کرنے پر مختلف پہلوؤں سے کتاب وسنت اور عقل ونقل کی روشنی میں کلام فرمایا ہے' کچھ اس میں سے ہم بھی خوشہ چینی کرتے ہوئے یہ چند سطریں ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زمین سے لے کر آسمان تک تمام چیزوں کو خواہ وہ حیوانات ہوں یا نباتات و جمادات ہوں' ایک ہی مادے سے پیدا فرمایا' مگر اس کے باوجود ہر چیز کی صورت وشکل علیحدہ بنائی تاکہ ان میں باہم امتیاز قائم رہے اور ایک دوسرے سے پہچانا جائے کیونکہ امتیاز کا ذریعہ صرف یہی ظاہری شکل و صورت اور ظاہری رنگ وروپ ہے۔ انسان اور حیوان میں' شیر اور گدھے میں' گھاس اور زعفران میں' باورچی خانے اور پاخانے میں' جیل خانے اور شفا خانے میں جو امتیاز ہے وہ اسی ظاہری شکل اور ہیئت کی بنا پر ہے' اگر اس مادی عالم میں ان امتیازات و خصوصیات کی حفاظت نہ کی جائے اور التباس واختلاط کا دروازہ کھول دیا جائے تو پھر مختلف چیزوں کی نوعیت کا وجود باقی نہ رہے گا۔

اسی طرح دنیا کی اقوام ایک باپ ہونے کے باوجود اپنے معنوی خصائص اور باطنی امتیازات کے ذریعے ایک دوسرے سے ممتاز ہیں' مذہب وملت کے اختلاف کے علاوہ ہر قوم کا تمدن' اس کی تہذیب' اس کا معاشرہ اس کا طرز لباس' خورد ونوش کا طریقہ دوسری قوم سے جدا ہے اور ایک خدا کو ماننے کے باوجود ہر ایک کی عبادت کی صورت وشکل علیحدہ ہے' ایک مسلم اور موحد' مشرک اور بت پرست سے علیحدہ ہے' ایک عیسائی ایک پارسی سے جدا ہے۔

غرض یہی قوموں کی وہ خصوصیات وامتیازات ہیں اور یہی مخصوص شکلیں اور ہیئتیں ہیں' جن سے ان کی مذہبی اور معاشرتی خصوصیات باقی ہیں' جب تک

کسی قوم کے اندر اس کے تشخص و امتیازات اور مذہبی و معاشرتی خصوصیات کی حفاظت باقی رہے گی وہ قوم بھی مستقل اور زندہ باقی رہے گی اور جب کسی قوم نے اپنی خصوصیات اور امتیازات کو چھوڑ کر دوسری قوم کی خصوصیات کو اختیار کیا تو وہ صفحۂ ہستی سے مٹ گئی۔

تشبیہ بالاغیار کا مفہوم:

تشبیہ کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی حقیقت یا اپنی صورت و سیرت‘ اپنی ہیئت و وضع‘ مذہبی اور قومی امتیازات اور اپنی ہستی کو چھوڑ کر دوسری قوم کی حقیقت‘ اس کی صورت و سیرت‘ اس کی ہیئت و وضع اور اس کے مذہبی و تعلیمی امتیازات کو اختیار کرے اور دوسری قوم کے وجود میں ضم ہوجائے اور اپنے آپ کو اس میں فنا کردے۔

اسلام نے مسلمانوں کو دوسری قوموں کے تشخص اور امتیازات کو اختیار کرنے سے منع کیا ہے‘ یہ ممانعت معاذ اللہ کسی تعصب اور تنگ نظری کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ غیرت وحمیت کی بنا پر ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ امت مسلمہ کو غیروں کے ساتھ التباس واشتباہ کی تباہی سے محفوظ رکھا جائے کیونکہ جو قوم اپنی خصوصیات و امتیازات کی حفاظت نہ کرے وہ زندہ‘ آزاد اور مستقل قوم کہلانے کی مستحق نہیں‘ اس لئے شریعت حکم دیتی ہے کہ مسلم قوم دوسری قوموں سے ظاہری طور پر ممتاز اور جدا ہوکر رہے‘ لباس میں بھی‘ وضع قطع میں بھی‘ ایک جسم میں ختنہ اور داڑھی مسلمان کی علامت ضروری قرار دی گئی ہے‘ دوسرے لباس کی علامت یعنی مسلمان اپنے اسلامی لباس کے ذریعے دوسری قوموں سے شناخت کئے جاسکیں۔

یاد رکھئے! غیروں کی مشابہت مسلمانوں کے لئے نہایت خطرناک ہے‘ بعض مشابہت ایسی ہیں جن کی وجہ سے آدمی اسلام سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور کفر کا اندیشہ ہوجاتا ہے اور کبھی حرام کے اندر مبتلا ہوجاتا ہے۔ چنانچہ فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ اعتقادات اور عبادات میں اغیار کی مشابہت کفر ہے اور مذہبی رسومات میں مشابہت اختیار کرنا مثلاً زنار باندھنا یا پیشانی پر قشقہ لگانا یا سینے پر صلیب لٹکانا اور کھلم کھلا کفر کے شعائر کو اختیار کرنا دلی طور پر اس سے راضی ہونے کی علامت ہے۔ اس لئے یہ بلاشبہ حرام ہے اور اس میں کفر کا اندیشہ ہے۔ معاشرہ اور عادات اور قومی شعائر میں مشابہت اختیار کرنا مثلاً کسی قوم کا مخصوص لباس استعمال کرنا جو خاص ان ہی کی طرف سے منسوب ہو اور اس کا استعمال کرنے والا اسی قوم کا فرد سمجھا جانے لگے‘ جیسے سر پر عیسائی ٹوپی (ہیٹ) رکھنا‘ ہندوانہ دھوتی‘ جوگیانہ جوتی یہ سب مکروہ تحریمی اور ناجائز وممنوع ہیں اور اگر فخر کی نیت سے استعمال کی جائیں تو اور بھی زیادہ گناہ ہے۔

اسی طرح غیروں کی زبان‘ ان کے لب ولہجہ اور طرز کلام کو اس لئے اختیار کیا جائے کہ ہم بھی انگریزوں کے مشابہ بن جائیں اور ان کے زمرے میں داخل ہوجائیں یا سنسکرت اس لئے سیکھی جائے کہ پنڈتوں کی مشابہت ہو اور وہ بھی ہمیں اپنے زمرے میں شمار کریں‘ تو یہ مشابہت بھی ممنوع ہے۔ البتہ اگر ان لوگوں کی مشابہت مقصود نہ ہو محض ضرورت کی بنا پر ان کی زبانیں سیکھیں جائیں تاکہ ان کی اغراض سے واقفیت اور آگاہی حاصل ہو اور ان کے خطوط پڑھ سکیں اور ان سے تجارتی اور دنیاوی امور میں خط و کتابت کرسکیں تو اس صورت میں غیروں کی زبان سیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

غرض کسی بھی چیز کا استعمال غیروں کی مشابہت کی نیت سے اور دشمنان دین کی مشابہت کے ارادے سے کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ اس کے دل میں ان کی طرف رغبت ومیلان ہے‘ خداوند قدوس کو یہ گوارا نہیں کہ اس کے دوست اور نام لیوا (یعنی مسلمان) اس کے دشمنوں (یعنی کافروں) کی مشابہت اختیار کریں یا ان کی مشابہت اختیار کرنے کی نیت وارادے سے کوئی کام کریں۔

غیروں کی مشابہت کے نقصانات:

غیروں کی مشابہت اختیار کرنے میں بہت سے نقصانات ہیں‘ جنہیں ہم نہایت اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کرتے ہیں:

۱:..... کفر اور اسلام میں ظاہری طور پر کوئی امتیاز باقی نہ رہے گا اور حق مذہب یعنی اسلام دیگر مذاہب باطلہ کے ساتھ ملتبس ہوجائے گا۔

۲:..... غیروں کا معاشرہ‘ تمدن اور لباس اختیار کرنا درحقیقت ان کی سیادت اور برتری تسلیم کرنے کے مترادف ہے‘ نیز اپنی کمتری و کہتری اور تابع ہونے کے اقرار واعلان کا اظہار ہے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے تمام اقوام پر برتری عطا فرمائی ہے اور پوری دنیا کا حکمران اور معلم بنایا ہے‘ حاکم اپنے محکوم کی تقلید نہیں کیا کرتا‘ پھر دین اسلام نہایت کامل اور مستقل دین ہے‘ یہ اوروں کی تقلید کا حکم کیونکر دے سکتا ہے۔

۳:..... غیروں سے مشابہت اختیار کرنے سے ان کے ساتھ محبت پیدا ہوتی ہے‘ جب کہ اسلام میں غیروں سے دلی محبت صراحتاً ممنوع قرار دی گئی ہے۔

۴:..... آہستہ آہستہ ایسا شخص اسلامی تمدن کا استہزاء اور تمسخر کرنے لگتا ہے‘ ظاہر ہے کہ اسلامی تمدن کو اگر اہمیت دیتا اور اسے حقیر نہ سمجھتا تو غیروں کے تمدن کو اختیار ہی نہ کرتا۔

۵:..... جب اسلامی وضع کو چھوڑ کر اغیار کی وضع اختیار کرے گا تو قوم میں اس کی عزت باقی نہ رہے گی‘ ویسے بھی نقل اتارنے والا خوشامدی کہلاتا ہے۔

۶:...... دعویٰ اسلام کا مگر لباس' کھانا پینا' معاشرہ' تمدن' زبان اور طرز زندگی یہ سب کام اسلام کے دشمنوں جیسا اختیار کرنے کا معاذ اللہ یہ مطلب نکلتا ہے کہ لاؤ ہم غیر مسلم بنیں' گرچہ صورت ہی میں سہی۔

۷:...... دوسری قوموں کا طرز زندگی اختیار کرنا اسلام سے اور اپنی مسلم قوم سے بے تعلقی کی دلیل ہے۔

۸:...... غیروں سے مشابہت اختیار کرنا غیرت وحمیت کے خلاف ہے۔

۹:...... غیروں کی مشابہت اختیار کرنے والوں کے لئے اسلامی احکام جاری کرنے میں دشواریاں پیش آتی ہیں' مسلمان اس کی شکل وصورت دیکھ کر گمان کرتے ہیں کہ یہ کوئی یہودی' عیسائی' ہندو ہے۔ سلام جیسی پیاری دعا سے محروم رہتا ہے' دنیا میں اس کی گواہی بھی تسلیم نہیں کی جاتی' اگر کوئی لاش' کافر نما انسان کی مل جاتی ہے تو تردد ہوتا ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہ پڑھی جائے اور اس کو کس قبرستان میں دفن کیا جائے۔

۱۰:...... جو لوگ غیروں کے معاشرے کو اتنا محبوب معاشرہ بناتے ہیں' وہ ہمیشہ ذلیل وخوار رہتے ہیں کیونکہ عشق ومحبت کی بنیاد تذلیل پر ہے یعنی عاشق کو ہمیشہ اپنے معشوق کے سامنے ذلیل وخوار بن کر رہنا پڑتا ہے۔ اس قدر مفاسد کے ہوتے ہوئے اپنے دشمنوں کے معاشرے کو پسند کرنا اور انہیں عزت و شوکت کی چیز سمجھنا' انبیائے کرام اور صلحاء کی مشابہت سے انحراف کر کے اغیار کی مشابہت اختیار کرنا اور ان کے معاشرے میں رنگ جانا یقیناً ہماری ذلت ورسوائی' بے غیرتی اور انحطاط اور تنزل کا سبب ہے' اس میں عزت ووقعت ہرگز نہیں ہے اور نہ ہی اس سے دشمنان اسلام مسلمانوں سے خوش ہوں گے تاوقتیکہ مسلمان ان ہی کے مذہب کے پیروکار بن جائیں' قرآن نے صاف کہہ دیا ہے:

''اور یہود ونصاریٰ تم سے کبھی خوش نہ ہوں گے' جب تک کہ تم ان کے مذہب کا اتباع نہ کرنے لگو۔'' (بقرہ:۱۲۰)

غیروں کی مشابہت کیوں ممنوع ہے؟

اسلام ایک نور اور کامل ومکمل اور حق مذہب ہے اور تمام مذاہب کا ناسخ بن کر آیا ہے' وہ اپنے ماننے والوں کو کفر وشرک کی ظلمت اور تاریکی سے نکال کر نور کی طرف و باطل سے ہٹا کر حق کی طرف اور ذلت سے ہٹا کر عزت کی طرف دعوت دیتا ہے' وہ اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا ہے کہ ایسے مذاہب جو ناقص اور منسوخ ہو چکے ہیں ان کے پیروکاروں کی مشابہت اختیار کی جائے' غیروں کی مشابہت اختیار کرنا اسلامی غیرت وحمیت کے خلاف ہے۔

اسلام جس طرح اپنے اعتقادات میں مستقل ہے' کسی کا تابعدار یا مقلد نہیں' اسی طرح وہ اپنے معاشرے اور عادات میں بھی مستقل ہے' کسی دوسرے کا تابع ومقلد نہیں' اسلام کے نام لیوا حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت ہیں' ان کو یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اغیار کی ہیئت اختیار کریں' جس سے دوسرے دیکھنے والوں کو اشتباہ پیدا ہو۔

غالباً کسی حکومت میں ایسا نہیں ہے کہ اس سلطنت کی فوج دشمنوں کی فوج کی وردی استعمال کرے' جو سپاہی ایسا کرے گا وہ گردن زدنی کے قابل سمجھا جائے گا' اسی طرح اگر کوئی جماعت حکومت کے خلاف بغاوت کرے اور وہ جماعت اپنا کوئی امتیازی لباس یا نشان اختیار کرے تو حکومت اپنے وفاداروں کو ہرگز ہرگز اس باغی جماعت کا نشان یا لباس اختیار کرنے کی اجازت نہیں دے گی' کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ایک حکومت کی فوج کے جرنیل کو تو یہ حق حاصل ہو کہ دوسری حکومت کی فوج کی وردی اور شناخت اختیار کرنے کو جرم قرار دے کیونکہ وہ اس حکومت کی دشمن ہے' مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حق حاصل نہ ہو کہ وہ دشمنان خدا کی وضع قطع کو جرم قرار دیں' کیوں "من تشبہ بقوم فھو منھم" جو خدا کے دشمنوں کی مشابہت اختیار کرے گا اور ان کا طور طریقہ اور معاشرت اختیار کرے گا تو وہ بلاشبہ دشمنان خدا کی فوج میں سمجھا جائے گا۔

لہٰذا جس طرح اسلام کی حقیقت' کفر کی حقیقت سے جدا ہے' اسی طرح اسلام یہ چاہتا ہے کہ اس کے پیروکاروں کی شکل وصورت' لباس' طور طریقہ بھی اس کے دشمنوں سے جدا اور علیحدہ ہو' دنیا میں ظاہری صورت اور شکل ہی امتیاز کا ذریعہ ہے' خدانخواستہ شریعت میں اغیار کی مشابہت کی ممانعت کسی تعصب کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ اسلامی غیرت وحمیت اور خود اختیاری کے تحفظ پر مبنی ہے کیونکہ کوئی قوم اس وقت تک قوم نہیں کہلا سکتی جب تک اس کی خصوصیات و امتیازات پائیدار اور مستقل نہ ہوں' مذہب اسلام اور مسلمانوں کو کفر والحاد اور زندقہ سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اسلامی خصوصیات وامتیازات کو محفوظ رکھا جائے اور اغیار کے تشبہ سے انہیں بچایا جائے کیونکہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ مشابہت کا مفہوم اپنی ہستی کو دوسرے میں فنا کر دینا ہے۔

خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اے ایمان والو! کفر اختیار کرنے والوں کے مانند اور مشابہ نہ ہو۔''

(آل عمران:۱۵۶)

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

''اے ایمان والو! ان لوگوں کی

مانند نہ ہو جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایذا پہنچائی۔" (احزاب:۶۹)

ایک مقام پر فرمایا:

"کیا مسلمانوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور اس کے نازل کردہ حق کے سامنے ان کے دل جھک جائیں اور ان لوگوں کے مشابہ نہ بنیں جن کو پہلے کتاب دی گئی (یعنی یہود و نصاریٰ) جن پر زمانہ دراز گزرا پس ان کے دل سخت ہوگئے اور بہت سے ان میں سے بدکار ہیں۔" (حدید:۱۶)

اس آیت میں یہ اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اگر یہود نصاریٰ کی مشابہت اور مماثلت اختیار کی گئی تو قلب بھی ان ہی کی طرح سخت ہو جائیں گے اور قبول حق کی صلاحیت بھی جاتی رہے گی۔

ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا ہے:

"اور ان لوگوں کی طرف نہ جھکو جو ظالم ہیں مبادا تمہیں جہنم کی آگ پکڑے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں پھر تم کہیں مدد نہ پاؤ گے۔" (ھود:۱۱۳)

غیروں کا لباس اور ان کا شعار اختیار کرنا ان سے دلی محبت کی علامت ہے شرعاً یہ ممنوع ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

"اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں (وہ تمہارے دوست نہیں) اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائے گا وہی ان میں سے ہو جائے گا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔" (مائدہ:۵۱)

قرآنی آیات کے علاوہ احادیث بھی بکثرت ایسی ملتی ہیں جن میں غیروں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا گیا ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

"مشرکوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔"

ایک دوسری حدیث میں ہے:

"کفار میں سے کسی سے موافقت نہ کرو۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"عجمیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو جو ہمارے اغیار سے مشابہت کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

حضرت عمر فاروقؓ نے فارس میں رہنے والے مسلمانوں کے نام ایک خط لکھا تھا جس میں ایک جملہ یہ تھا:

"اے مسلمانو! اہل شرک اور اہل کفر کے لباس اور ہیئت سے اپنے کو دور رکھنا۔" (بخاری)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں ایک فرمان حضرت عمرؓ کا اس طرح نقل کیا ہے:

"اے مسلمانو! ازار اور چادر کا استعمال رکھو اور جوتے پہنو اور اپنے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لباس (یعنی لنگی اور چادر) کو لازم پکڑو اور اپنے کو عیش پرستی اور عجمیوں کے لباس اور ان کی وضع قطع اور ہیئت سے دور رکھو مبادا تم وضع قطع میں عجمیوں کے مشابہ بن جاؤ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نبیرہ معد بن عدنان کی وضع قطع اختیار کرو اور موٹے اور کھردرے اور پرانے کپڑے پہنو جو اہل تواضع کا لباس ہے۔" (فتح الباری)

کتاب الزواجر میں علامہ ابن حجر مکی ہیثمیؒ نے مالک بن دینارؒ سے ایک نبی کی وحی نقل فرمائی ہے:

"مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ انبیائے سابقین میں سے ایک نبی کی طرف اللہ کی جانب سے یہ وحی آئی کہ آپ اپنی قوم سے کہہ دیں کہ میرے دشمنوں کے گھسنے کی جگہ میں نہ گھسیں اور نہ میرے دشمنوں جیسا لباس پہنیں اور نہ میرے دشمنوں جیسی سواریوں پر سوار ہوں اور میرے دشمنوں جیسے کھانے نہ کھائیے ورنہ میرے دشمنوں کی طرح یہ بھی میرے دشمن ہو جائیں گے۔" (کتاب الزواجر)

اسی مفہوم کے مثل قرآن کریم میں مسلمانوں کو کافروں کے ساتھ زیادہ خلط ملط رکھنے کی ممانعت کے بعد یہ فرمایا:

"انکم اذا مثلھم (یعنی ایسا کرو گے تو تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے۔"

نیز ارشاد فرمایا:

"جو غیر مسلموں سے دلی دوستی کرے گا وہ ان ہی میں شمار ہوگا۔"

خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جب اسلامی فتوحات کا دائرہ بہت وسیع ہو اور قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کا تختہ الٹ گیا تو حضرت عمرؓ کو فکر دامن گیر ہوئی کہ عجمیوں کے اختلاط سے اسلامی امتیازات و خصوصیات میں کوئی فرق نہ آ جائے اس لئے ایک طرف تو مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ غیر مسلموں کی مشابہت سے اجتناب کریں اور ان جیسی ہیئت لباس وضع قطع اختیار نہ کریں اور دوسری طرف غیر مسلموں کے لئے بھی ایک فرمان جاری فرمایا کہ کفار اپنی خصوصیات اور امتیازات میں نمایاں رہیں اور مسلمانوں کی وضع قطع اختیار نہ کریں تاکہ اپنے اور پرائے میں التباس نہ ہو سکے۔ (اقتضاء الصراط المستقیم:۵۸)

☆☆……☆☆

معاشرے کے قابل اصلاح پہلو

مولانا محمد رابع ندوی

افراد انسانی کا اجتماعی ڈھانچہ جس کو سماج کے لفظ اور معاشرے کی اصطلاح سے موسوم کیا جاتا ہے' صالح تشکیل و تنظیم کے بعد ہی مطلوبہ اور اچھے نتائج پیدا کرتا ہے' اس کے متعین طرز عمل کی پابندی سے ہی ثقافت' تہذیب اور متعدد سماجی قدروں کا ظہور ہوتا ہے جن سے انسانی زندگی رنگارنگی کی ظاہر ہوتی ہے' نیز ایک معاشرہ دوسرے معاشرے کے مقابلے میں اپنی خصوصیات کا مظاہرہ کرتا ہے۔

کسی بھی انسانی سماجی ڈھانچے کی زندگی کا طرز بنانے میں حکومت وقت اور اجتماعی کام کرنے والی انجمنوں اور سماجی مصلحین کا بڑا کردار ہوتا ہے' یہ کام حکومتوں کا ہوتا ہے کہ سماج کے بڑے ڈھانچے کو شائستہ رکھنے کے لئے وہ اپنے وسائل اور دلچسپی کو بروئے کار لائیں' اس میں نظام تعلیم اور انتظامی تدابیر سے کام لینا پڑتا ہے' لیکن افسوس یہ ہے کہ مشرقی حکومتیں اس سلسلے میں بہت کوتاہی برتتی ہیں' اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے مشرق میں حکومتوں کو اپنے اقتدار کی بقا کے لئے جو توجہ صرف کرنا پڑتی ہے اس میں ان کی جدوجہد کا بڑا حصہ صرف ہوجاتا ہے' اس طرح قوم کی اخلاقی خوبی' اس کی تہذیبی درستگی اور سماجی شائستگی کا کام بہت کم ہوجاتا ہے۔ ترقی یافتہ مغربی ممالک میں سماجی نظم و ضبط کی خاصی فکر کی جاتی ہے' لیکن مشرق و مغرب کی زندگیوں کے فلسفے الگ الگ ہیں' اس لئے مغربی ممالک کی اختیار کردہ تمام تدابیر مشرقی ممالک کی فکر سے پوری ہم آہنگی نہیں رکھتی ہیں۔

مغربی ممالک میں زیادہ اہتمام نظم و ضبط' تعلیم وصنعت نیز ظاہری صفائی تک محدود ہے' مادی نفع وضرر پر اس کی فکر مرکوز رہتی ہے' اس کے برعکس مشرقی قوموں میں مذہبی وانسانی اقدار سے زندگی کو استوار کرنے کی فکر ہوتی ہے اور نظم وضبط وصفائی اور تعلیم کے معاملے میں انسانی قدروں اور تقاضوں کا لحاظ کیا جاتا ہے' لیکن عصر جدید میں ہمارے مشرقی معاشروں کی حالت بہت گرتی جارہی ہے اور خرابی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے' بہرحال اجتماعی زندگی کی صالح اور بااخلاق تشکیل وتنظیم وہ عمل ہے جس کے ذریعے کوئی انسانی معاشرہ جنگل کے معاشرے سے برتر اور بہتر بنتا جاتا ہے اور اس سلسلے میں غفلت کرنے سے جنگل کے معاشرے سے قریب تر ہوجاتا ہے' اس لئے ذی علم اور حساس افراد کو اپنے معاشرے کی بہتری کے لئے اسلامی تعلیمات کے مستند ذخیرے میں سماجی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر خاصا مواد ملتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم وتربیت کا کوئی اہم پہلو نہیں چھوڑا ہے' سب کے لئے واضح ہدایات دی ہیں اور اس طرح انسانوں کی سماجی زندگی کو صاف ستھرا اور شائستہ بنانے کی کوشش کی ہے' آپ کی یہ کوشش صرف فکر و ہدایات کے دائرے تک محدود نہیں رہی بلکہ انسانوں کے جس معاشرے سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست واسطہ پڑا' آپؐ نے اس کی عملاً تربیت فرمائی اور یہ تربیت بے مثال ثابت ہوئی' پوری انسانی تاریخ میں اس معاشرے سے اچھا معاشرہ آج تک قائم نہیں ہوسکا اور آئندہ بھی اس کی توقع نہیں' یہ وہ معاشرہ ہے جو غیر مسلم معاشروں کے لئے بھی بہترین اسوہ اور معیار ہے' غیر مسلم معاشرے بھی اگر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں تو اس کے مفید نتائج کا وہ بھی تجربہ کرسکتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سماجی تعلقات و معاملات کے تمام قابل عمل پہلوؤں کی تحسین و اصلاح پر زور دیا ہے اور اتنا زور دیا ہے کہ ان کی فضیلت یا خرابی مذہب' مذہبی خوبی یا خرابی سے بھی زیادہ بتائی گئی ہے' آپ کے ارشادات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ان میں کمزوری ہے تو عبادت میں زیادتی بھی کام نہیں آسکتی بلکہ وہ ضائع ہوجاتی ہے۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے مصلحین کی توجہ ان امور پر اتنی صرف نہیں ہورہی ہے جتنی ہونی چاہئے' اس کی وجہ سے معاشرتی زندگی میں بعض ایسی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں جن سے

اسلامی معاشرے کا پورا چہرہ گندہ ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایسے مسائل بھی کھڑے ہو جاتے ہیں کہ معاشرہ مختلف قسم کی کشمکشوں' پریشانیوں اور افراتفریوں کا شکار ہو رہا ہے' ان میں سب سے زیادہ قابل فکر آپس کا تفرقہ' خودرائی' خودغرضی اور بے غیرتی کی برائیاں ہیں جن سے ملت اسلامیہ داغدار ہو رہی ہے' ان باتوں کا بُرا اثر آپس کے ربط وتعلق پر پڑتا ہے اور ان سے چھوٹی بڑی بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

مسلم معاشرہ ہم سب کے مجموعے کا نام ہے' کوئی عیب اگر ہم کو اپنے کسی بھائی یا دوست میں نظر آتا ہے تو ہم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ ہم میں بھی ہو سکتا ہے' شاید شکل بدلی ہوئی ہو' دوسرے کے اندر عیب دیکھ کر عیب کو محسوس کر لینا اور ان کے ازالے کی کوشش کرنا بڑی سمجھ کی بات ہے۔

مسلم معاشروں کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو اس کی خرابیوں کے بڑے اسباب ہیں' اس دائرے کی بہت سی برائیاں ملیں گے' حالانکہ مسلم معاشرے کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تعلیمات ملی ہیں' ان میں اس کی طرف بہت توجہ دلائی گئی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا: ''انما المؤمنون اخوۃ'' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو صرف اپنا بھائی ہی نہ سمجھے بلکہ اس کے لئے پسند بھی وہی کرے جو اپنے لئے کرتا ہے' ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ایسا تعلق پیدا کرے جیسا کہ کسی عمارت کی اینٹوں کے درمیان ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو تھامتی اور مضبوط بناتی ہے۔''

اس اصول کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اپنے معاشرے پر جب نظر ڈالتے ہیں تو بڑی مایوسی ہوتی ہے' ہم اس کا معاملہ تعلیمات اسلامی سے بالکل برعکس پاتے ہیں' ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو عملاً اپنے بھائی کا مقام بالکل نہیں دیتا اور اگر بعض اثرات کی وجہ سے کسی حد تک بھائی کا مقام دیتا ہے تو اس کے مفادات کو وہ درجہ نہیں دیتا جو اپنے مفادات کو دیتا ہے' بلکہ مسلمان معاشروں میں یہ بات صاف طریقے سے دیکھی جا سکتی ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے صرف اپنے ذاتی مفاد کے دائرے میں ہی تعلق رکھتا ہے' اگر اس کے ذاتی مفاد کا معاملہ نہ ہو تو پھر اس کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی' مال کے خریدنے بیچنے میں' اخلاق وسلوک برتنے میں' دوستی دشمنی کرنے میں' تعلقات قائم کرنے اور توڑنے میں اسلام کے مقرر کئے ہوئے اخلاق بالکل نظر نہیں آتے' رہا یہ کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنا بھائی سمجھے اور اس کے لئے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے تو اس کا تصور بھی مشکل ہو گیا ہے اور اس کی اصل وجہ خودغرضی کا وہ چلن ہے جو غیر مسلموں سے مسلمانوں میں پوری طرح منتقل ہو گیا ہے' بلکہ غیر مسلم سے منتقل ہونے کی کیا ضرورت خود آدمی کا نفس ہی اس کام کو انجام دے لیتا ہے' یہ نفس وہ نفس ہے جو اسلامی تعلیمات کے اثر سے بالکل بے نیاز ہو گیا ہے۔

مسلمانوں کے اندر اس خودغرضی کے پھیلنے کے بعد اس کے اثرات مسلم معاشرے کے پہلوؤں میں بہت نمایاں ہو گئے ہیں' اس خودغرضی کے اثرات اس وقت سیاسی اور اقتصادی پہلوؤں میں زیادہ نمایاں ہیں' سیاسی زندگی میں مسلمانوں کی شدید بدحالی میں اس خودغرضی کا دخل زیادہ ہے' ہر ایک شخص قائد تو بننا پسند کرتا ہے' لیکن تابع بننے کے لئے تیار نہیں اور ظاہر ہے کہ کسی جماعت یا گروہ میں صرف ایک ہی قائد ہو سکتا ہے اور جب کئی شخص قائد بننے کے لئے کوشاں ہوں گے تو وہ گروہ گندگی اور انتشار کا شکار ہو جائے گا اور اس سے کمزور ہو کر دشمن سے مار کھائے گا اور کسی بھی خطرے کے مقابلے سے قاصر رہے گا اور یہی اس وقت مسلمانوں کی جماعتوں' انجمنوں اداروں حتی کہ مسجدوں کی ہنگامی کمیٹیوں کی کہانی ہے کہ امام اپنا فریضہ اور ذمہ داری سمجھنے کے بجائے ارکان حضرات حکم وانتظام کو اپنا حق زیادہ سمجھنے لگے ہیں' پھر اس رسہ کشی میں انجمن یا ادارہ برباد ہو جاتا ہے یا ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔

یہ بات کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنا بھائی سمجھے اور اس کے مفادات کو وہی اہمیت دے جو اپنے مفادات کو دیتا ہے' ایک خواب بن چکی ہے۔ جس کا علم کتابوں میں ہوتا ہے یا ذہن میں ایک دھندلا تصور لایا جا سکتا ہے' حالانکہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو اپنا بھائی سمجھنا وہ طاقت ہے جس پر مسلمانوں کی شیرازہ بندی کا بڑی حد تک انحصار ہے اور ملت کی تاریخ میں بے شمار کامیابیاں اسی سے پیدا ہوئی ہیں اور آج بھی کسی درجے میں یہ تصور عمل میں آتا ہے تو وہ کامیابیاں حاصل ہونے لگتی ہیں اور یہ وہ طاقت ثابت ہوتی ہے جس سے دوسری ملتیں اور قومیں مسلم ملت پر رشک کرتی ہیں۔

اس بھائی چارے میں گورے کالے کا' آقا وغلام کا' دولت مند غریب کا' حاکم اور محکوم کا اور طاقتور وکمزور کا فرق ختم ہو جاتا ہے' جس کی مثال اس سے ملتی ہے کہ بلال حبشی' صہیب رومی' سلمان فارسی' اور ابوبکر قریشی رضی اللہ عنہم اجمعین سب محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی قیادت میں نہ صرف اکٹھا

ختم نبوۃ

ہوگئے بلکہ دوست' ساتھی اور ہم پیالہ وہم نوالہ بن گئے' غلام وآ قا کا فرق مٹا تو دنیا نے یہ نمونہ بھی دیکھا کہ عظیم القدر مسلم حاکم' خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ بیت المقدس میں عنان اقتدار سنبھالنے کے لئے داخل ہوتے ہیں اور خود پیدل ہیں اور ان کا غلام سواری پر' کیونکہ سواری ایک تھی اور یکے بعد دیگر اس پر بیٹھتے تھے اور شہر میں داخل ہوتے وقت غلام کی باری تھی لہٰذا وہ قائم رہی۔

وطنیت کا فرق اس طرح مٹایا کہ ایرانی نژاد سلمانؓ فارسی احاطہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں اور محمد بن عبداللہ قریشی عربی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''سلمان منا اہل البیت'' کہ سلمان ہم میں مثل گھر والوں کے ہیں۔ اور آپ حجۃ الوداع کے موقع پر ببانگ دہل اعلان فرماتے ہیں کہ عرب کو عجم پر اور عجم کو عرب پر' گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی برتری حاصل نہیں سوائے اس کے کہ اس میں نیکی واحتیاط ہو' سب آدم کے بیٹے ہیں اور آدم کی تشکیل مٹی سے ہوئی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کے ساتھ معاملہ اسی کے مطابق رہا' آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ اور ان کے بیٹے اسامہ بن زیدؓ سے اپنے بھتیجوں اور نواسوں کی طرح شفقت کا معاملہ کیا۔

یہ وہ اخوت تھی جس نے دنیا میں ایک انقلاب برپا کردیا' مشرق سے مغرب تک اس کے آثار ونتائج سامنے آنے لگے اور ایک ہی برادری میں ہندی وترکی' رومی وایرانی' عرب وبربر' مصری وحبشی اکٹھا ہوگئے' لیکن آج ہم پھر ٹکڑوں میں بٹ گئے ہیں اور ہم کو اپنے رنگ ونسل پر فخر ہونے لگا ہے' پھر آپس میں مزید دوری بڑھ گئی ہے اور ہم ایک دوسرے کے معاملے میں خودغرضی اور نفس پرستی کا شکار ہوچکے ہیں' اپنے فائدے کو صرف ترجیح ہی نہیں دیتے بلکہ اپنے مفادات کے سامنے دوسرے کے ہر طرح کے نقصان کو قبول کرلیتے ہیں اور ہر مسلمان کا مزاج صرف اپنے مفاد پر نظر رکھنا بن چکا ہے اور ہماری ملی زندگی اسی عیب سے تارتار ہے۔

ضرورت اس وقت سب سے زیادہ اس بات کی ہے کہ ہم انفرادی مفادات کی فکر میں اجتماعی مفادات کو قربان نہ کریں اور اپنے فائدے کے حصول میں خودغرضی کا ثبوت نہ دیں' اس کے لئے بہترین اصول وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنایا کہ اپنے بھائی کے لئے وہی چاہیں جو اپنے لئے چاہتے ہیں' ایک مسلمان جب دوسرے مسلمان کو اپنا بھائی سمجھے گا تو اس کے مفادات کو نقصان پہنچانا تو بڑی بات ہے' اس پر کسی طرح کا نقصان گوارا نہ کرے گا' اس کی بے عزتی اور بدنامی کو قبول نہ کرے گا' نہ خود اس کے دل کو دکھائے گا اور نہ کسی اور کو اس کا دل دکھانے دے گا بلکہ اس کی ترقی سے خوش ہوگا اور اس کے فائدے کو ایک حد تک اپنا فائدہ سمجھے گا' کوئی ترشی' تلخی اتفاقاً پیدا ہوجائے گی تو اس کو نظرانداز کردے گا اور کسی موقع پر عداوت کے کچھ اسباب پیدا ہوجانے پر کوشش کرے گا کہ وہ اسباب اثرانداز نہ ہوں اور اثرانداز ہوجائیں تو جلد از جلد ان کا ازالہ ہوجائے۔ اس کے کاروبار کو گرنے سے بچائے گا' اس کے سودے پر مداخلت کرکے اپنا سودا نہ شروع کردے گا' اس کی خوشی وغم کو اپنی خوشی وغم سمجھے گا' یہ وہ باتیں ہیں جو کسی کو بھائی سمجھنے کی صورت میں خودبخود ظہور میں آجاتی ہیں' اور ان میں سے اکثر کا علیحدہ علیحدہ حکم بھی اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات میں مل جاتا ہے۔

☆☆............☆☆

بقیہ: مولانا عبداللہ شہیدؒ

عبدالعزیز پر بھی فائرنگ کی گئی جن کے کپڑوں سے گولیاں پار ہوگئیں مگر وہ بال بال بچ گئے۔ مولانا عبداللہ کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھیں' ان کے لب ہلے اور کلمہ کا ورد کرتے ہوئے وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اس حادثہ جانکاہ کی خبر پورے شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ عقیدت مندوں' دیوانوں' پروانوں' شاگردوں اور مقتدیوں کا جم غفیر لال مسجد کی طرف امڈ آیا' اس مرد آہن کی شہادت کی وجہ سے ایک تحریک دم توڑ چکی تھی' علم وہنر کا ایک مثالی ادارہ اجڑ چکا تھا' لال مسجد کے منبر ومحراب ہی نہیں بلکہ پورا اسلام آباد ویران ہوچکا تھا۔ مولانا عبدالعزیز اور حافظ عبدالرشید غازی کے والد محترم ہی نہیں بلکہ ہزاروں لوگوں کے سروں سے محبتوں، شفقتوں اور عنایتوں کا گھنا' ٹھنڈا اور سکون بخش سائبان اٹھ گیا تھا۔ سنت نبوی اور حضرت کی وصیت کے مطابق بلاتاخیر تجہیز وتکفین کے انتظامات مکمل کرکے مرکزی جامع مسجد میں ہزاروں لوگوں نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور علوم نبویہ کے گلشن جامعہ فریدیہ کے احاطے میں آپ کو سپرد خاک کردیا گیا۔ تدفین کے بعد عرصہ دراز تک حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کی لحد سے خوشبو اٹھتی رہی۔ وہ خوشبو جب فضاؤں میں پھیل کر مشام جاں کو معطر کرتی تو دل بے اختیار پکار اٹھتا:

کچھ عرصہ نہیں گزرا یہاں کچھ لوگ رہتے تھے
جو دل محسوس کرتا تھا علی الاعلان کہتے تھے
گریباں چاک دیوانوں میں ہوتا تھا شمار ان کا
فضا سے کھیلتے تھے وقت کے الزام سہتے تھے

مرزا قادیانی کی بدزبانی

طارق محمود صدیقی

ہر نبی معصوم اور پاک ہوتا ہے' نبی خوبصورت' خوب سیرت' حسین وجمیل' بااخلاق' باکردار ہوتا ہے' نبیوں کے کردار اور اخلاق و سیرت میں وہ زینت ہوتی ہے جو دنیا کے کسی اور انسان میں نہیں پائی جاتی' کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ خود انبیاء کو عطا کرتا ہے تاکہ انسانیت ان کی صورت وکردار کو دیکھ کر ان پر ایمان لائے' انبیاء اپنی امت کو بھی اپنے اخلاق وکردار کی پیروی کا درس دیتے ہیں۔ یہاں جس شخص کا ذکر ہو رہا ہے وہ تھا تو مدعی نبوت لیکن اس کا اخلاق وکردار اس قدر برا تھا اور وہ اتنا زبان دراز اور غلیظ زبان استعمال کرنے والا تھا کہ الامان والحفیظ' ایسا شخص اپنی امت کو کیا درس دے گا؟

قادیانیوں سے میں نے کئی دفعہ عرض کیا کہ بجائے مرزا صاحب کو تم انسان ہی ثابت کردو' نبی ہونا تو بہت دور کی بات ہے' تو وہ پریشان ہو کر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب میں خود لکھتا ہے کہ ''گالیاں دینا سفلیوں کا کام ہے۔'' اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی اپنی تحریروں کے ذریعہ اپنے اس قول پر کس حد تک پورا اترتا ہے اور اس کے پیروکار اس کے کس حد تک متبع ہیں:

مسلمانوں کو گالیاں اور کفر کا فتویٰ:

''اور جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (روحانی خزائن جلد۹ص۳۱)

بدکردار عورتوں کی اولاد:

''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف کو سمجھتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری بات ودعوت کو قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔'' (روحانی خزائن جلد۵ ص۵۴۷'۵۴۸)

مرد خنزیر' عورتیں کتیاں:

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔'' (روحانی خزائن جلد۱۱صفحہ۵۳)

مرزا کو نہ ماننے والا پکا کافر:

''ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا اور یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰ از مرزا بشیر الدین ابن مرزا قادیانی)

انسان ہونے سے انکار:

کرم خاکی ہوں پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(درثمین اردو ص۱۱۶ از مرزا غلام احمد)

یعنی مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں انسان نہیں ہوں بلکہ انسانوں کی عار اور جائے نفرت ہوں' قادیانیوں کا کہنا ہے کہ اس شعر میں مرزا قادیانی نے عاجزی وانکساری کا اظہار کیا ہے' یہ کیسی عاجزی ہے؟ جس میں آدمی خود کو انسان کا بچہ ماننے سے انکار کردے اور خود کو انسان کی نفرت والی جگہ تصور کرے۔

اب آپ خود ہی بتائیں کہ اس قسم کی غلیظ اور گندی زبان ایک عام انسان بھی استعمال کرنے سے شرماتا ہے تو پھر یہ کیسا مدعی نبوت ہے۔ یقیناً یہ جھوٹا ہے۔

میری قادیانیوں کو دعوت فکر ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی کتابوں کو بغور پڑھ کر اس کی چالبازیوں کو سمجھیں اور قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہوجائیں۔

☆☆..........☆☆

ختم نبوۃ

حضرت مولانا عبداللہ شہیدؒ

مولانا عبدالقدوس محمدی

حضرت مولانا عبداللہ شہیدؒ ۱۹۶۶ء میں دین اسلام کی دعوت و تبلیغ، نشر و اشاعت، تعلیم و تربیت، علمائے حق کی صداقت و ترجمانی اور نمائندگی کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے اپنے اساتذہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے حکم پر اسلام آباد تشریف لائے اور اسلام آباد کی مرکزی لال مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سنبھالے۔ ۱۹۷۱ء میں انہوں نے جامعہ فریدیہ کی بنیاد رکھی اور درس و تدریس کے فرائض سنبھال لئے۔ آپ کی شبانہ روز محنت، اخلاص و للہیت، محنتوں و کاوشوں کے نتیجے میں مرکزی جامع مسجد تمام دینی تحریکوں کا مرکز اور جامعہ فریدیہ ایک مثالی دانش کدے کی صورت اختیار کر کے وطن عزیز کے بڑے اور معروف مدارس دینیہ کی صفوں میں شامل ہو گیا۔

حق گوئی و بے باکی حضرت مولانا عبداللہ شہیدؒ کے نمایاں ترین اوصاف تھے، جس کے معاملے میں انہوں نے کبھی مداہنت سے کام نہیں لیا۔ آپ وقت حکمرانوں کو ان کی غلطیوں اور کج روی پر علی الاعلان ٹوکتے، باطل کے منہ زور طوفانوں اور بلاخیز سیلابوں کو روکتے اور ان کے رخ موڑتے رہے۔ ان کی حق گوئی و صداقت کی آواز نے ہمیشہ حکومتی ایوانوں میں لرزہ طاری کیے رکھا۔ ۲۳ سال اس شہر کے صنم کدوں میں ان کی اذانیں گونجتی رہیں۔ وہ عمر بھر طاغوتی طاقتوں اور عالمی سامراجی قوتوں کے مقابلے میں سینہ تان کر ڈٹے رہے۔ انہیں حق گوئی و بے باکی کی پاداش میں سخت مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ انہیں بار ہا گرفتار کر کے جبر و تشدد کا نشانہ بنایا گیا، بجلی کے جھٹکے دیئے گئے۔ بھٹو دور میں انہیں اغوا کر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور بعد ازاں ویرانے پھینک دیا گیا مگر ظلم و تشدد کے ہر حربے اور ہر ہتھکنڈے کے جواب میں مولانا بزبان حال یہ اعلان کرتے رہے:

خوف و اندیشہ تعزیر و سزا دینے دے
میرے لبوں پہ صدا حق کی صدا رہنے دے
مالک روز کائنات کو میں راضی کرلوں
حاکم وقت گر خفا ہے تو رہنے دے

آپ قادیانیت کے لئے سیدنا صدیق اکبرؓ کا انتقام اور سیدنا عمر فاروقؓ کا جلال و غضب تھے۔ وہ تادم زیست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی خاطر وہ ہر وقت کفن بدوش رہے جبکہ ناموس صحابہؓ کے دفاع کے لئے ان کی خدمات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آج بھی جامعہ فریدیہ اور اس کے متعلقہ اداروں کے خون میں ۳۱۳ کا عدد بدری صحابہؓ کی یاد دلاتا ہے۔ ۱۷/اکتوبر ۱۹۹۸ء کی صبح جب غنچوں کو جگانے کے لئے سورج کی کرنیں جامعہ فریدیہ کے چمن میں اتر رہی تھیں تو عین اس وقت جامعہ کے بانی و مہتمم اپنے رفقاء اور اساتذہ کے ہمراہ ہنستے مسکراتے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ سر پہ عمامہ سجائے اپنے مخصوص سفید براق عربی لباس میں ملبوس مولانا حسن و جمال کا جیتا جاگتا مجسمہ معلوم ہو رہے تھے اور چہرے کی نورانیت اس روز غیر معمولی تھی۔

وہ اپنے حصے اور زندگی کے بقیہ کام نمٹا کر اور پیغمبر آخر الزمان ﷺ کی احادیث مبارکہ پڑھا کر واپس مرکزی جامع مسجد تشریف لے گئے جہاں فضا اچانک گولیوں کی تھرتھراہٹ سے گونج اٹھی اور آپ کے کپڑوں پر خون پھیل گیا۔ خون کے فوارے ابل ابل کر لال مسجد کو حقیقتاً لال کر رہے تھے۔ آپ کے جانشین حضرت مولانا

باقی صفحہ 24 پر

فرماگئے یہ ہادی لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

بمقام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

زیر سرپرستی

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم

مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت قبلہ شاہ **نفیس الحسینی** دامت برکاتہم

سالانہ

ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

بتاریخ ۷ تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۵ھ بمطابق 23 ستمبر تا 13 اکتوبر 2004ء

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائیگا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں۔ جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

فون چناب نگر: 04524/212611 ملتان: 061/514122

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسولِ آخریںؐ، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنیئے — بنائیے

اشتہارات دیجئے

مالی امداد فراہم کیجئے

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

انشاء اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے